سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ احقاف مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پینتیس ۳۵ آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الجزء ٢٦

حٰمٓ ۝١ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝٢ مَا خَلَقْنَا

اُتارنا کتاب کا ہے اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے ہم نے جو بنائے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَ

آسمان اور زمین اور جو اُن کے بیچ میں ہے سو ٹھیک کام پر اور ایک ٹھہرے وعدہ پر ف۱ اور

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۝٣ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ

جو لوگ منکر ہیں وہ ڈر کو سن کر مُنہ پھیر لیتے ہیں ف۲ تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو تم پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ

اللہ کے سوائے دکھلاؤ تو مجھ کو انہوں نے کیا بنایا زمین میں یا اُن کا کچھ ساجھا ہے

فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ

آسمانوں میں ف۳ لاؤ میرے پاس کوئی کتاب اس سے پہلے کی یا کوئی علم جو چلا آتا ہو اگر

كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٤ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ

ہو تم سچے ف۴ اور اُس سے زیادہ گمراہ کون جو پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ

لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝٥ وَ

نہ پہنچے اُس کی پکار کو دن قیامت تک اور اُن کو خبر نہیں اُن کے پکارنے کی ف۵ اور

اِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝٦ وَاِذَا

جب لوگ جمع ہونگے وہ ہونگے اُن کے دشمن اور ہونگے اُن کے پُوجنے سے منکر ف۶ اور جب

تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۙ هٰذَا

سُنائی جائیں اُن کو ہماری باتیں کھلی کھلی کہتے ہیں منکر سچی بات کو جب اُن تک پہنچی یہ

ف۱ یعنی آسمان وزمین، اور یہ سب کارخانہ اللہ تعالیٰ نے بیکار نہیں بنایا۔ بلکہ کسی خاص غرض ومقصد کے لیے پیدا کیا ہے جو ایک معین میعاد اور ٹھہرے ہوئے وعدہ تک یوں ہی چلتا رہے گا تاآنکہ اس کا نتیجہ ظاہر ہو اُسی کو آخرت کہتے ہیں۔

ف۲ یعنی بُرے انجام سے ڈرتے نہیں، اور آخرت کی تیاری نہیں کرتے۔ جب آخرت کی بات سُنی ایک کان سُنی دوسرے کان نکال دی۔

ف۳ یعنی خداوند قدوس نے تو آسمان وزمین اور کل مخلوقات بنائی کیا سچے دل سے کہہ سکتے ہو کہ زمین کا کوئی ٹکڑا یا آسمان کا کوئی حصہ کسی اور نے بھی بنایا ہے یا بنا سکتا ہے۔ پھر اُن کو خدا کے ساتھ بلکہ اُس سے بھی بڑھ کر کیوں پُکارا جاتا ہے۔

ف۴ یعنی اگر اپنے دعوئے شرک میں سچے ہو تو کسی آسمانی کتاب کی سند لاؤ یا کسی ایسے علمی اصول سے ثابت کرو جو عقلاء کے نزدیک مسلم چلا آتا ہو۔ جس چیز پر کوئی نقلی یا عقلی دلیل نہ ہو آخر اُسے کیونکر تسلیم کیا جائے۔

ف۵ یعنی اس سے بڑی حماقت اور گمراہی کیا ہوگی کہ خدا کو چھوڑ کر ایک ایسی بے جان یا بے اختیار مخلوق کو اپنی حاجت برآری کے لیے پکارا جائے جو اپنے مستقل اختیار سے کسی کی پُکار کو نہیں پہنچ سکتی۔ بلکہ یہ بھی ضروری نہیں کہ اُن کو پکارنے کی خبر بھی ہو۔ پتھر کی مورتوں کا تو کہنا ہی کیا، فرشتے اور پیغمبر بھی وہ ہی بات سُن سکتے اور وہ ہی کام کر سکتے ہیں جس کی اجازت اور قدرت حق تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو۔

ف۶ یعنی محشر میں جبکہ امداد واعانت کی زیادہ حاجت ہوگی۔ یہ بیچارے معبود اپنے عابدین کی مدد تو کیا کرسکتے۔ ہاں دشمن بن کر ان کے مقابل کھڑے ہونگے اور سخت بیزاری کا اظہار کرینگے بلکہ یہاں تک کہہ دینگے کہ "مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ" (قصص۔ رکوع ۷) یہ لوگ ہماری پرستش کرتے ہی نہ تھے اُس وقت سوچو کیسی حسرت وندامت کا سامنا ہوگا۔

ف۱ یعنی ان لوگوں کو فی الحال انجام کی کچھ فکر نہیں کسی نصیحت وفہمائش پر کان نہیں دھرتے بلکہ جب قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اُسے جادو کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔
ف۲ یعنی جادو کہنے سے زیادہ قبیح وشنیع اُن کا یہ دعوٰی ہے کہ قرآن مجید آپؐ خود بنالائے ہیں اور جھوٹ طوفان خُدا کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔ ف۳ یعنی خدا پر جھوٹ لگانا انتہائی جرم ہے۔ اگر بفرض محال میں ایسی جسارت کروں تو گویا جان بوجھ کر اپنے کو اللہ کے غضب اور اُس کی سخت ترین سزا کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ بھلا خیال کرو جو شخص ساری عمر بندوں پر جھوٹ نہ لگائے اور ذرا ذرا سے معاملہ میں اللہ کے خوف سے کانپتا ہو، کیا وہ ایک دم بیٹھے بٹھائے اللہ پر جھوٹ طوفان باندھ کر اپنے کو ایسی عظیم ترین آفت ومصیبت میں پھنسائے گا۔ جس سے بچانے والی اور پناہ دینے والی کوئی طاقت دنیا میں موجود نہیں۔ اگر میں جھوٹ سچ بنا کر فرض کرو تمہیں اپنا تابع کر لوں تو کیا تم خدا کے غضب وقہر سے جو جھوٹے مدعیانِ نبوت پر ہوتا ہے، مجھ کو نجات دے سکو گے؟ اور جب اللہ مجھ کو بُرائی پہنچانا چاہیگا، تم میرا کچھ بھلا کر سکو گے؟ آخر میرے چہل سالہ حالات وسوانح سے اتنا تو تم بھی جانتے ہو کہ میں اس قدر بیخوف اور بیباک نہیں ہوں اور نہ ایسا بے عقل ہوں کہ بعض انسانوں کو خوش کر کے خداوند قدوس کا غصّہ مول لوں۔ بہر حال اگر میں معاذ اللہ کاذب ومفتری ہوں تو اس کا وبال مجھ پر پڑیگا۔

سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۷ اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ اِنِ افْتَرَیْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ
جادو ہے صریح ف۱ کیا کہتے ہیں یہ بنالایا ہے ف۲ تو کہہ اگر میں بنالایا ہوں تو تم میرا بھلا نہیں

لِیْ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِیْضُوْنَ فِیْهِ ؕ كَفٰى بِهٖ شَهِیْدًاۢ
کرسکتے اللہ کے سامنے ذرا بھی ف۳ اُسکو خوب خبر ہے جن باتوں میں تم لگ رہے ہو وہ کافی ہے حق بتانے والا

بَیْنِیْ وَ بَیْنَكُمْ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝۸ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ
میرے اور تمہارے بیچ ف۴ اور وہی ہے بخشنے والا مہربان ف۵ تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں

الرُّسُلِ وَ مَاۤ اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَ لَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰۤى اِلَیَّ
آیا ف۶ اور مجھ کو معلوم نہیں کیا ہونا ہے مجھ سے اور تم سے میں اُسی پر چلتا ہوں جو حکم آتا ہے مجھ کو

وَ مَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۹ قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ
اور میرا کام تو یہی ہے ڈر سنا دینا کھول کر ف۷ تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ آیا ہو اللہ کے یہاں سے اور

كَفَرْتُمْ بِهٖ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ
تم نے اُس کو نہیں مانا اور گواہی دے چکا ایک گواہ بنی اسرائیل کا ایک ایسی کتاب کی پھر وہ یقین لایا

وَ اسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝۱۰ ع ۱ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا
اور تم نے غرور کیا بیشک اللہ راہ نہیں دیتا گنہگاروں کو ف۸ اور کہنے لگے منکر

لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَاۤ اِلَیْهِ ؕ وَ اِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ
ایمان والوں کو اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ نہ دوڑتے اُس پر ہم سے پہلے ف۹ اور جب راہ پر نہیں آئے اُسکے بتلانے پر

فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَاۤ اِفْكٌ قَدِیْمٌ ۝۱۱ وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ؕ
تو یہ اب کہیں گے یہ جھوٹ ہے بہت پُرانا ف۱۰ اور اس سے پہلے کتاب موسٰی کی تھی راہ ڈالنے والی اور رحمت

وَ هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیًّا لِّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۖۗ وَ بُشْرٰى
اور یہ کتاب ہے اُس کی تصدیق کرتی ف۱۱ عربی زبان میں تاکہ ڈر سنائے گنہگاروں کو اور خوشخبری

لِلْمُحْسِنِیْنَ ۝۱۲ ۚ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ
نیکی والوں کو مقرر جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے تو نہ ڈر ہے

ف۴ یعنی جو باتیں تم نے شروع کر رکھی ہیں اللہ اُن کو بھی خوب جانتا ہے۔ لہٰذا لغو اور دُور از کار خیالات چھوڑ کر اپنے انجام کی فکر کرو۔ اگر خدا کے سچے رسُول کو جھوٹا اور مفتری کہا تو سمجھ لو اس کا حشر کیا ہوگا۔ خدا پر میری اور تمہاری کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ وہ اپنے علم صحیح ومحیط کے موافق ہر ایک کے ساتھ معاملہ کریگا۔ میں اسی کو اپنے اور تمہارے درمیان گواہ ٹھہراتا ہوں وہ اپنے قول وفعل سے بتلا رہا ہے اور آئندہ بتلا دیگا کہ کون حق پر ہے اور کون جھوٹ بول رہا، افترا کر رہا ہے۔

ف۵ یعنی اب بھی باز آؤ تو بخشے جاؤ، اور یہ بھی اُس کی مہربانی اور بُردباری سمجھو کہ باوجود جرائم پر مطلع ہونے اور کامل قدرت رکھنے کے تم کو فوراً ہلاک نہیں کر دیتا۔

ف۶ یعنی میری باتوں سے اس قدر بدکتے کیوں ہو؟ میں کوئی انوکھی چیز لے کر تو نہیں آیا۔ مجھ سے پہلے بھی دنیا میں سلسلہ نبوّت ورسالت کا جاری رہا ہے۔ وہ ہی میں کہتا ہوں کہ اُن سب رسُولوں کے بعد مجھ کو اللہ نے رسُول بنا کر بھیجا ہے جس کی خبر پہلے رسُول دیتے چلے آئے ہیں۔ اس حیثیت سے بھی یہ کوئی نئی بات نہ رہی۔ بلکہ بہت پُرانی بشارات کا مصداق آج سامنے آگیا۔ پھر اس کے ماننے میں اشکال کیا ہے۔

ف۷ یعنی مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں کہ میرے کام کا آخری نتیجہ کیا ہونا ہے۔ میرے ساتھ اللہ کیا معاملہ کریگا اور تمہارے ساتھ کیا کریگا۔ نہ میں اس وقت پوری پوری تفاصیل اپنے اور تمہارے انجام کے متعلق بتلا سکتا ہوں کہ دنیا اور آخرت میں کیا کیا صورتیں پیش آئینگی۔ ہاں ایک بات کہتا ہوں کہ میرا کام صرف وحی الٰہی کا اتباع اور حکم خداوندی کا امتثال کرنا اور کفر وعصیان کے سخت خطرناک نتائج سے خوب کھول کر آگاہ کر دینا ہے۔ آگے چل کر دنیا یا آخرت میں میرے اور تمہارے ساتھ کیا کچھ پیش آئیگا اس کی تمام تفصیلات فی الحال میں نہیں جانتا نہ اس بحث میں پڑنے سے مجھے کچھ مطلب۔ بندہ کا کام نتیجہ سے قطع نظر کر کے مالک کے احکام کی تعمیل کرنا ہے اور بس۔

ف۸ اُس زمانہ میں عرب کے جاہل مشرک بنی اسرائیل کے علم وفضل سے مرعوب تھے۔ جب حضورؐ کی نبوت کا چرچا ہوا تو مشرکین نے اس باب میں علمائے بنی اسرائیل کا عندیہ لینا چاہا۔ غرض یہ تھی کہ وہ لوگ آپؐ کی تکذیب کر دیں تو کہنے کو ایک بات ہاتھ آجائے کہ دیکھو اہل علم اور اہل کتاب بھی انکی باتوں کو جھوٹا کہتے ہیں۔ مگر اس مقصد میں مشرکین ہمیشہ ناکام رہے۔ خدا تعالیٰ نے انہی بنی اسرائیل کی زبانوں سے حضورؐ کی تصدیق وتائید کرائی۔ نہ صرف اتنی بات سے کہ وہ لوگ بھی قرآن کی طرح تورات کو آسمانی کتاب اور آنحضرت صلعم کی طرح حضرت مُوسٰی کو پیغمبر کہتے تھے اور اس طرح حضورؐ کا دعوئے رسالت اور قرآن کی وحی کوئی انوکھی چیز نہیں رہتی بلکہ اس طرح کہ بعض علمائے یہود نے صریحاً اقرار کیا اور گواہی دی کہ بیشک ہمارے ہاں اس مُلک (عرب) سے ایک عظیم الشان رسُول اور کتاب کے آنے کی خبر دیگئی ہے اور یہ رسُول وہ ہی معلوم ہوتا ہے اور یہ کتاب اسی طرح کی ہے جس کی خبر دیگئی تھی۔ علمائے یہود کی یہ شہادتیں فی الحقیقت اُن پیشین گوئیوں پر مبنی تھیں جو باوجود ہزارہا تحریف وتبدل کے آج بھی تورات وغیرہ میں موجود چلی آتی ہیں۔ جن سے ہویدا ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کا سب سے بڑا گواہ (حضرت موسٰی علیہ السلام) ہزاروں برس پہلے خود گواہی دے چکا ہے کہ بنی اسرائیل کے اقارب اور بھائیوں (بنی اسمٰعیل) میں سے اُسی کی مثل ایک رسُول آنیوالا ہے "اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَیْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا" (المزمّل۔ رکوع ۱) یہی سبب تھا کہ بعض منصف وحق پرست احبار یہود مثلاً عبداللہ بن سلام وغیرہ حضورؐ کا چہرہ دیکھتے ہی اسلام لے آئے اور بول اُٹھے کہ "اِنَّ هٰذَا الْوَجْهَ لَیْسَ بِوَجْهِ كَاذِبٍ" (یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں) انہوں نے قرآن جیسی واضح الاعجاز کتاب کے حق ہونے کی گواہی دی۔ پھر جب موسٰی علیہ السلام ایک چیز پر وقوع سے ہزاروں برس پہلے ایمان رکھیں، علمائے یہود اسکے صدق کی گواہی دیں، بعض احبار یہود زبانی وقلبی شہادت دیکر مشرف باسلام ہوجائیں، اور ان سب شہادتوں کے باوجود تم اپنی شیخی اور غرور سے اُس کو قبول نہ کرو تو سمجھ لو اس سے بڑھ کر ظلم اور گناہ کیا ہوگا۔ اور ایسے ظالم اور گنہگار کی نجات وفلاح کی کیا توقع ہوسکتی ہے۔ ف۹ یعنی کمزور ذلیل اور لونڈی غلام مسلمان

بقیہ فوائد صفحہ ٦٦٨ - ہوتے ہیں۔ اگر یہ دین بہتر ہوتا تو بہتر لوگ اس کی طرف جھپٹتے۔ کیا یہ چیز اچھی ہوتی تو اس کے حاصل کرنے میں ہم جیسے عقلمند اور عزت و دولت والے ان لونڈی غلاموں سے پیچھے رہ جاتے۔ ف۱۰ یعنی ہمیشہ کچھ لوگ ایسی باتیں بناتے چلے آئے ہیں۔ شاید یہ جواب ہوگا "وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ" اور "مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ" کا۔ ف۱۱ یعنی یہ پرانا جھوٹ نہیں، بلکہ بہت پرانا سچ ہے۔ نزول قرآن سے سیکڑوں برس پہلے تورات نے بھی اصولی تعلیم یہی دی تھی جس کی انبیاء و اولیاء اقتدار کرتے رہے۔ اور اُس نے پیچھے آنیوالی نسلوں کے لئے اپنی تعلیمات و بشارات سے راستی و ہدایت کی راہ ڈال دی اور رحمت کے دروازے کھول دیئے اب قرآن اترا تو اُس کو سچا ثابت کرتا ہوا۔ غرض دونوں کتابیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں اور یہی حال دوسری کتب سماویہ کا ہے۔

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ اس طرح کی آیت "حٰمٓ السجدہ" چوبیسویں پارہ میں گذر چکی ہے۔ وہاں کے فوائد دیکھ لئے جائیں۔

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١٣﴾ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
اُن پر اور نہ وہ غمگین ہونگے ف۱ وہ لوگ ہیں بہشت والے سدا رہیں گے اُس میں

جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٤﴾ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسٰنَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ
بدلہ ہے اُن کاموں کا جو کرتے تھے ف۲ اور ہم نے حکم کردیا انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلائی کا ف۳

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ
پیٹ میں رکھا اُس کو اُسکی ماں نے تکلیف سے اور جنا اُسکو تکلیف سے ف۴ اور حمل میں رہنا اُس کا اور دودھ چھوڑنا تیس مہینے

شَهْرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْٓ
میں ہے ف۵ یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچ گیا چالیس برس کو ف۶ کہنے لگا اے رب میرے میری قسمت میں کر

اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ
کہ شکر کروں تیرے احسان کا جو تو نے مجھ پر کیا اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کروں

صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ
نیک کام جس سے تو راضی ہو اور مجھ کو دے نیک اولاد میری میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں ہوں

الْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٥﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ
حکمبردار ف۷ یہ وہ لوگ ہیں جن سے ہم قبول کرتے ہیں بہتر سے بہتر کام جو کئے ہیں اور معاف کرتے ہیں

عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا
ہم برائیاں اُن کی رہنے والے جنت کے لوگوں میں سچا وعدہ جو اُن سے

يُوْعَدُوْنَ ﴿١٦﴾ وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُفٍّ لَّكُمَآ اَتَعِدٰنِنِيْٓ اَنْ اُخْرَجَ
کیا جاتا تھا ف۸ اور جس شخص نے کہا اپنے ماں باپ کو میں بیزار ہوں تم سے ف۹ کیا مجھ کو وعدہ دیتے ہو کہ میں نکالا

وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِيْ ۚ وَهُمَا يَسْتَغِيْثٰنِ اللّٰهَ وَيْلَكَ اٰمِنْ ڰ
جاؤنگا قبر سے، اور گذر چکی ہیں بہت جماعتیں مجھ سے پہلے ف۱۰ اور وہ دونوں فریاد کرتے ہیں اللہ سے کہ اے خرابی تیری تو ایمان لے آ

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ښ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿١٧﴾ اُولٰٓئِكَ
بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے ف۱۱ پھر کہتا ہے یہ سب نقلیں ہیں پہلوں کی ف۱۲ یہ وہ لوگ ہیں

ف۲ یعنی اپنے نیک کاموں کے سبب حق تعالیٰ کی رحمت سے ہمیشہ بہشت میں رہینگے۔

ف۳ قرآن میں کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے ساتھ ماں باپ کا حق بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ موجد حقیقی تو اللہ ہے لیکن عالم اسباب میں والدین اولاد کے وجود کا سبب ظاہری اور حق تعالیٰ کی شان ربوبیت کا مظہر خاص بنتے ہیں۔ یہاں بھی پہلے "اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کا ذکر تھا۔ اب والدین کا حق بتلا دیا۔ یعنی انسان کو حکم دیا گیا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے، ان کی تعظیم محبت اور خدمتگذاری کو اپنی سعادت سمجھے دوسری جگہ بتلایا ہے کہ اگر والدین مشرک ہوں تب بھی اُن کے ساتھ دنیا میں معاملہ اچھا رکھنا چاہیئے۔ خصوصاً ماں کی خدمت گذاری کہ بعض وجوہ سے اُس کا حق باپ سے بھی فائق ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ اس پر دال ہیں۔

ف۴ یعنی حمل جب کئی مہینہ کا ہو جاتا ہے اُس کا ثقل محسوس ہونے لگتا ہے اُس حالت میں اور تولد کے وقت ماں کیسی کیسی صعوبتیں برداشت کرتی ہے۔ پھر دودھ پلاتی اور برسوں تک اس کی ہر طرح نگہداشت رکھتی ہے۔ اپنی آسائش و راحت کو اُس کی آسائش و راحت پر قربان کر دیتی ہے۔ باپ بھی بڑی حد تک ان تکلیفوں میں شریک رہتا اور سامان تربیت فراہم کرتا ہے۔ بیشک یہ سب کام فطرت کے تقاضے سے ہوتے ہیں۔ مگر اُسی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ اولاد ماں باپ کی شفقت و محبت کو محسوس اور اُن کی محنت و ایثار کی قدر کرے۔ (تنبیہ) حدیث میں ماں کی خدمتگذاری کا تین مرتبہ حکم فرما کر باپ کی خدمتگذاری کا ایک مرتبہ حکم فرمایا ہے۔ لطف یہ ہے کہ آیہ ہذا میں والد کا ذکر صرف ایک مرتبہ لفظ "وَالِدَيْهِ" میں ہوا۔ اور والدہ کا تین مرتبہ ذکر آیا لفظ "وَالِدَيْهِ" میں، پھر "حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ" میں، پھر "وَضَعَتْهُ" میں۔

ف۵ شاید یہ بطور عادت اکثریہ کے فرمایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ لڑکا اگر قوی ہو تو اکیس مہینہ میں دودھ چھوڑتا ہے اور نو مہینے ہیں حمل کے"۔ یا یوں کہو کہ کم از کم مدت حمل چھ مہینے ہیں اور دو برس میں عموماً بچوں کا دودھ چھڑا دیا جاتا ہے اس طرح کل مدت تیس مہینے ہوئے مدت رضاع کا اس سے زائد ہونا نہایت قلیل و نادر ہے۔

ف۶ چالیس برس کی عمر میں عموماً انسان کی عقلی اور اخلاقی قوتیں پختہ ہو جاتی ہیں اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت چالیس برس سے پہلے نہ ہوتی تھی۔

ف۷ یعنی سعادتمند آدمی ایسا ہوتا ہے کہ جو احسانات اللہ تعالیٰ کے اس پر اور اُس کے ماں باپ پر ہو چکے ان کا شکر ادا کرنے اور آئندہ نیک عمل کرنے کی توفیق خدا سے چاہے اور اپنی اولاد کے حق میں بھی نیکی کی دعا مانگے۔ جو کوتاہی حقوق اللہ یا حقوق العباد میں رہ گئی ہو، اُس سے توبہ کرے اور ازراہ تواضع و بندگی اپنی مخلصانہ عبودیت و فرمانبرداری کا اعتراف کرے۔ (تنبیہ) صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے ہی خوش قسمت تھے کہ خود اُن کو، اُن کے ماں باپ کو اور اولاد کو ایمان کے ساتھ صحبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف میسر ہوا۔ صحابہ میں یہ خصوصیت کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ ف۸ یعنی ایسے بندوں کی نیکیاں قبول اور کوتاہیاں معاف ہوتی ہیں۔ اور اُن کا مقام اللہ کے سچے وعدہ کے موافق جنت میں ہے۔ ف۹ سعادتمند اولاد کے مقابلہ میں یہ بے ادب، نافرمان، اور نالائق اولاد کا ذکر فرمایا کہ ماں باپ اس کو ایمان کی بات سمجھاتے ہیں، وہ نہیں سمجھتا اور نہایت گستاخانہ خطاب کر کے ایذاء پہنچاتا ہے۔ ف۱۰ یعنی مرنے کے بعد دوبارہ اُٹھائے جانے کی دھمکیوں سے میں نہیں ڈرتا۔ بھلا کتنی قومیں اور جماعتیں مجھ سے پہلے گذر چکی ہیں۔ کوئی شخص بھی اُن میں سے اب تک دوبارہ زندہ ہو کر واپس آیا؟ لوگ ہمیشہ سے یونہی سنتے چلے آتے ہیں مگر آج تک تو اس خبر کا تحقق ہوا نہیں۔ پھر میں کیونکر اعتبار کر لوں۔ ف۱۱ یعنی اُسکی گستاخیوں پر ایک طرف اللہ سے فریاد کرتے اور دعا مانگتے ہیں کہ اسے قبول حق کی توفیق ملے اور دوسری طرف اُس کو سمجھاتے ہیں کہ کمبخت تیرا ستیاناس! اب بھی باز آجا! دیکھ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے بعث بعد الموت کی جو خبر اُس نے دی ہے ضرور اپنے وقت پر پوری ہو کر رہیگی۔ اُس وقت تیرا یہ انکار رنگ لائیگا۔ ف۱۲ یعنی ایسی کہانیاں بہت سنی ہیں۔ پرانے دقتوں کے قصے اسی طرح مشہور ہو جاتے ہیں اور واقع میں اُنکا مصداق کچھ نہیں ہوتا۔

الَّذِیْنَ حَقَّ عَلَیْهِمُ الْقَوْلُ فِیْۤ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ

کہ جن پر ثابت ہوئی بات عذاب کی شامل اور فرقوں میں جو گذر چکے ہیں ان سے پہلے

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِیْنَ ۝۱۸ وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَ

جنوں کے اور آدمیوں کے ف۱ بیشک وہ تھے ٹوٹے میں پڑے ف۲ اور ہر فرقہ کے کئی درجے ہیں اپنے کئے کاموں کے موافق ف۳ اور

لِیُوَفِّیَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۝۱۹ وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

تاکہ پورے دے اُن کو کام اُنکے اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ف۴ اور جس دن لائے جائینگے منکر

عَلَى النَّارِ ؕ اَذْهَبْتُمْ طَیِّبٰتِكُمْ فِیْ حَیَاتِكُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ

آگ کے کنارہ پر ضائع کیے تم نے اپنے مزے دنیا کی زندگانی میں اور اُن کو برت چکے ف۵

فَالْیَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِی الْاَرْضِ

اب آج سزا پاؤ گے ذلت کا عذاب بدلہ اُس کا جو تم غرور کرتے تھے ملک میں

بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝۲۰ ع وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ؕ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ

ناحق اور اُس کا جو تم نافرمانی کرتے تھے ف۶ اور یاد کر عاد کے بھائی کو ف۷ جب ڈرایا اپنی قوم کو

ع ۲/۱۰

بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖۤ اَلَّا

احقاف میں ف۸ اور گذر چکے تھے ڈرانے والے اُس کے آگے سے اور پیچھے سے کہ

تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝۲۱ قَالُوْۤا

بندگی نہ کرو کسی کی، اللہ کے سوائے، مَیں ڈرتا ہوں تم پر آفت سے ایک بڑے دن کی ف۹ بولے

اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ

کیا تو آیا ہے ہمارے پاس کہ پھیر دے ہمکو ہمارے معبودوں سے، سو لے آ ہم پر جو وعدہ کرتا ہے اگر ہے تو

الصّٰدِقِیْنَ ۝۲۲ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ٘ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّاۤ اُرْسِلْتُ بِهٖ

سچا ف۱۰ کہا یہ خبر تو اللہ ہی کو ہے اور مَیں تو پہنچا دیتا ہوں جو کچھ بھیجدیا میرے ہاتھ

وَلٰكِنِّیْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ۝۲۳ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ

لیکن مَیں دیکھتا ہوں تم لوگ نادانی کرتے ہو ف۱۱ پھر جب دیکھا اُس کو ابر سامنے آیا

ف۱ "عذاب کی بات" وہ ہی ہے۔ "لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ" (السجدہ۔ رکوع ۲) یعنی جس طرح بہت سی جماعتیں جنوں اور آدمیوں کی ان سے پہلے جہنم کی مستحق ہو چکی ہیں یہ بدبخت بھی اُن ہی میں شامل ہیں۔

ف۲ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہر آدمی کے دل میں فطری طور پر جو بیج ایمان وسعادت کا بکھیرا تھا وہ بھی ان بدبختوں نے ضائع کردیا اس سے زیادہ ٹوٹا اور خسارہ کیا ہوگا کہ کوئی شخص تجارت میں بجائے منافع حاصل کرنے کے رأس المال کو بھی اپنی غفلت وحماقت سے ضائع کر بیٹھے۔

ف۳ یعنی اعمال کے تفاوت کی وجہ سے اہل جنت کے کئی درجے ہیں اور اسی طرح اہل دوزخ کے بھی۔

ف۴ نہ کسی نیکی کا ثواب کم کیا جائے گا نہ کسی مجرم کی سزا حد مناسب سے زائد کی جائے گی۔

ف۵ کافر کے کسی نیک کام میں ایمان کی روح نہیں ہوتی۔ محض صورت اور ڈھانچہ نیکی کا ہوتا ہے۔ ایسی فانی نیکیوں کا اجر بھی فانی ہے جو اسی زندگی میں مال، اولاد، حکومت، تندرستی، عزت وشہرت وغیرہ کی شکل میں مل جاتا ہے۔ اُس کو فرمایا کہ تم اپنی صوری نیکیوں کے مزے دنیا میں لے چکے اور وہاں کی لذتوں سے تمتع کر چکے۔ جو عیش وآرام ایمان لانے کی تقدیر پر آخرت میں ملتا، گویا اُس کی جگہ بھی دنیا میں مزے اُڑا لئے۔ اب یہاں کے عیش میں تمہارا کوئی حصّہ نہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جن لوگوں نے آخرت نہ چاہی فقط دنیا ہی چاہی اُن کی نیکیوں کا بدلہ اسی دنیا میں مل چکا"۔

ف۶ یعنی آج تمہاری جھوٹی شیخی اور نافرمانیوں کی سزا میں ذلیل ورسوا کرنے والا عذاب دیا جائیگا۔ یہ ہی ایک چیز تمہارے لئے یہاں باقی ہے آگے بعض زور آور اور متکبر قوموں کا حال بیان فرماتے ہیں کہ آخرت سے پہلے دنیا ہی میں ان کا انجام کیا ہوا۔

ف۷ یعنی ہود علیہ السلام جو "عاد" کے قومی بھائی تھے۔

ف۸ مؤلف "ارض القرآن" "بلاد الاحقاف" کے تحت میں لکھتا ہے "یمامہ، عمان، بحرین، حضرموت اور مغربی یمن کے بیچ میں جو صحرائے اعظم "الدہنا" یا "ربع خالی" کے نام سے واقع ہے گو وہ آبادی کے قابل نہیں، لیکن اسکے اطراف میں کہیں کہیں آبادی کے لائق تھوڑی تھوڑی زمین ہے خصوصاً اُس حصّہ میں جو حضرموت سے نجران تک پھیلا ہوا ہے۔ گو اس وقت وہ بھی آباد نہیں تاہم عہدِ قدیم میں اسی حضرموت اور نجران کے درمیان حصہ میں "عادِ ارم" کا مشہور قبیلہ آباد تھا جس کو خدا نے اس کی نافرمانی کی پاداش میں نیست ونابود کردیا"۔

ف۹ یعنی ہود علیہ السلام سے پہلے اور پیچھے بہت ڈرانے والے آئے سب نے وہ ہی کہا جو حضرت ہودؑ نے کہا تھا یعنی ایک خدا کی بندگی کرو اور کفر ومعصیت کے بُرے انجام سے ڈرو۔ ممکن ہے قوم عاد میں بھی حضرت ہودؑ کے علاوہ اور نذیر آئے ہوں۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

ف۱۰ یعنی ہم اپنے آبائی طریقہ سے ہٹنے والے نہیں۔ اگر تُو اپنی دھمکیوں میں سچا ہے تو دیر کیا ہے۔ جو زبان سے کہتا ہے، کر کے دکھلادے۔

ف۱۱ یعنی اس قسم کا مطالبہ کرنا تمہاری نادانی اور جہالت ہے مَیں خدا کا پیغامبر ہوں جو پیام میرے ہاتھ بھیجا گیا وہ پہنچا رہا ہوں۔ اس سے زائد کا نہ مجھے علم نہ اختیار۔ یہ علم خدا ہی کو ہے کہ منکر قوم کس وقت دنیوی سزا کی مستوجب ہوتی ہے اور کس وقت تک اُسے مہلت ملنی چاہئے۔

اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ؕ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ
اُن کے نالوں کے بولے یہ ابر ہے ہم پر برسیگا ف۱ کوئی نہیں یہ تو وہ چیز ہے جس کی تم جلدی
بِهٖ ؕ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا
کرتے تھے، ہَوا ہے جس میں عذاب ہے دردناک ف۲ اکھاڑ پھینکے ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے، پھر کل کو رہ گئے
لَا يُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَقَدْ
کہ کوئی نظر نہیں آتا تھا سوائے اُنکے گھروں کے، یوں ہم سزا دیتے ہیں گنہگار لوگوں کو ف۳ اور ہم نے
مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّاَبْصَارًا وَّ
مقدور دیا تھا اُن کو اُن چیزوں کا جن کا تم کو مقدور نہیں دیا ف۴ اور ہم نے اُن کو دیے تھے کان اور آنکھیں اور
اَفْـِٕدَةً ۖؗ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَاۤ اَبْصَارُهُمْ وَلَاۤ اَفْـِٕدَتُهُمْ
دل پھر کام نہ آئے اُن کے کان اُن کے اور نہ آنکھیں اُن کی اور نہ دل اُن کے
مِّنْ شَيْءٍ اِذْ كَانُوْا يَجْحَدُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
کسی چیز میں ف۵ اس لئے کہ منکر ہوتے تھے اللہ کی باتوں سے اور اُلٹ پڑی اُن پر جس بات سے کہ وہ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۲۶﴾ۧ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِّنَ الْقُرٰى وَصَرَّفْنَا الْاٰيٰتِ
ٹھٹھا کرتے تھے ف۶ اور ہم غارت کر چکے ہیں جتنی تمہارے آس پاس ہیں بستیاں ف۷ اور طرح طرح سے پھیر کر
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ
سنائیں اُن کو باتیں تاکہ وہ لوٹ آئیں ف۸ پھر کیوں نہ مدد پہنچی اُن کو اُن لوگوں کی طرف سے جن کو پکڑا تھا اللہ سے
اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا
ورے معبود بڑے درجے پانے کو ف۹ کوئی نہیں گم ہو گئے اُن سے ف۱۰ اور یہ جھوٹ تھا اُن کا اور جو اپنی جی سے
يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَاِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ
باندھتے تھے ف۱۱ اور جس وقت متوجہ کر دیئے ہم نے تیری طرف کتنے اک لوگ جنوں میں سے سننے لگے قرآن
فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ
پھر جب وہاں پہنچ گئے بولے چپ رہو پھر جب ختم ہوا اُلٹے پھرے اپنی قوم کو

ع ۳

ف۱ یعنی سامنے سے بادل اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ سمجھے کہ سب ندی نالے بھر جائینگے۔ کہنے لگے کہ بہت برساؤ گھٹا اٹھی ہے اب کام بن جائیگا۔ اس وقت طویل خشک سالی کی وجہ سے پانی کی بہت ضرورت تھی۔

ف۲ یعنی یہ برساؤ بادل نہیں۔ بلکہ عذاب الٰہی کی آندھی ہے وہ ہی جس کے لئے تم جلدی مچا رہے تھے۔

ف۳ سات رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا وہ غضبناک طوفان چلا جس کے سامنے درخت، آدمی اور جانوروں کی حقیقت تنکوں سے زیادہ نہ تھی۔ ہر چیز ہوا نے اُکھاڑ پھینکی اور چاروں طرف تباہی نازل ہو گئی۔ آخر مکانوں کے کھنڈرات کے سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ دیکھ لیا! اللہ کے مجرموں کا حال یہ ہوتا ہے۔ چاہیے کہ ان واقعات کو سُن کر ہوش میں آؤ۔ ورنہ تمہارا بھی یہ ہی حال ہو سکتا ہے۔

ف۴ یعنی مال، اولاد جتھے، اور جسمانی طاقت جو اُن کو دی گئی تھی، تم کو نہیں دی گئی۔ مگر جب عذاب آیا، کوئی چیز کام نہ آئی۔ پھر تم کس بات پر مغرور ہو۔

ف۵ یعنی نصیحت سننے کے لئے کان اور قدرت کی نشانیاں دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سمجھنے بوجھنے کے لئے دل دیئے گئے تھے۔ پر وہ کسی قوت کو کام میں نہ لائے۔ اندھے، بہرے اور پاگل بن کر پیغمبروں کے مقابل ہو گئے۔ آخر انجام یہ ہوا کہ یہ قوتیں سب موجود رہیں اور عذاب الٰہی نے آگھیرا۔ کوئی اندرونی یا بیرونی قوت اُس کو دفع نہ کر سکی۔

ف۶ یعنی جس عذاب کی ہنسی اڑایا کرتے تھے وہ اُن پر واقع ہوا۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں "اُن کو دل اور کان اور آنکھ دی تھی یعنی دنیا کے کام میں عقلمند تھے۔ وہ عقل نہ آئی جس سے آخرت بھی درست ہو"۔

ف۷ یعنی "عاد" کے سوا "قوم ثمود" اور "قوم لوط" وغیرہ کی بستیاں بھی اسی طرح تباہ کی جا چکی ہیں۔ جو تمہارے آس پاس واقع تھیں۔ یہ مکّہ والوں کو فرمایا۔ کیونکہ سفروں میں اُن کا گذر ان مقامات کی طرف ہوتا تھا۔

ف۸ مگر اتنا سمجھانے پر بھی وہ باز نہ آئے۔

ف۹ یعنی جن بتوں کی نسبت کہا کرتے تھے کہ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو اللہ سے نزدیک کر دیں اور بڑے درجے دلائیں وہ اس آڑے وقت میں کیوں کام نہ آئے۔ اب ذرا اُن کو بلایا ہوتا۔

ف۱۰ یعنی آج ان کا کہیں پتہ نہیں۔ نہ عذاب کے وقت اُن کو پکارا جاتا ہے آخر وہ گئے کہاں جو ایسی مصیبت میں بھی کام نہیں آتے۔

ف۱۱ یعنی ظاہر ہوا کہ بتوں کو خدا بنانا اور اُن سے اُمیدیں قائم کرنا، محض جھوٹی اور من گھڑت باتیں تھیں۔ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے پھر وہ چلے کیسے۔ (ربط) اُوپر کی آیات میں انسانوں کے تمرّد و سرکشی کی داستان تھی۔ آگے اس کے مقابل جنوں کی اطاعت و فرمانبرداری کا حال سُناتے ہیں۔ تا معلوم ہو کہ جو قوم طبعی طور پر سخت متمرّد اور سرکش واقع ہوئی ہے اس کے بعض افراد کس طرح اللہ کا کلام سُن کر موم ہو جاتے ہیں۔

ف١ بعثتِ محمدی سے قبل جنوں کو کچھ آسمانی خبریں معلوم ہو جاتی تھیں۔ جب حضورؐ پر وحی آنا شروع ہوئی وہ سلسلہ تقریباً بند ہو گیا اور بہت کثرت سے شُہب کی مار پڑنے لگی جنوں کو خیال ہوا کہ ضرور کوئی نیا واقعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے آسمانی خبروں پر بہت سخت پہرے بٹھلائے گئے ہیں۔ اسی کی جستجو کے لئے جنوں کے مختلف گروہ مشرق و مغرب میں پھیل پڑے۔ اُن میں سے ایک جماعت "بطن نخلہ" کی طرف گذری۔ وہاں اتفاق سے اس وقت حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحابؓ کے ساتھ نماز فجر ادا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں کی اُس ٹکڑی کا رُخ قرآن سننے کے لئے اِدھر پھیر دیا۔ قرآن کی آواز اُنہیں بہت عجیب اور مؤثر و دلکش معلوم ہوئی اور اُسکی عظمت و ہیبت دلوں پر چھاگئی۔ آپس میں کہنے لگے کہ چُپ رہو اور خاموشی کے ساتھ یہ کلام پاک سُنو آخر قرآن کریم نے اُن کے دلوں میں گھر کر لیا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ ہی نئی چیز ہے جس نے جنوں کو آسمانی خبروں سے روکا ہے۔ بہر حال جب حضورؐ قرآن پڑھ کر فارغ ہوئے، یہ لوگ اپنے دلوں میں ایمان و ایقان لےکر واپس گئے اور اپنی قوم کو نصیحت کی۔ اُن کی مفصل باتیں سورۂ "جن" میں آئینگی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ حضورؐ کو اُن کے آنے جانے اور سُننے سنانے کا پتہ نہیں لگا۔ ایک درخت نے باذن اللہ کچھ اجمالی اطلاع آپؐ کو دی اور مفصل حال اُس کے بعد وحی کے ذریعہ سے معلوم کرایا گیا۔ کما قال تعالیٰ "قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ" الخ (جن۔ رکوع ١) بعدہٗ بہت بڑی تعداد میں جن مسلمان ہوئے اور حضورؐ سے ملاقات کرنے اور دین سیکھنے کے لئے اُن کے وفود حاضرِ خدمت ہوئے۔ خفاجی نے روایات کی بناء پر دعویٰ کیا ہے کہ چھ مرتبہ آپؐ نے جنوں سے ملاقات کی۔ اس لئے روایات میں جو اختلاف اُن کے عدد یا دوسرے امور کے متعلق معلوم ہوتا ہے اُس کو تعدد وقائع پر حمل کرنا چاہیئے۔

مُّنْذِرِیْنَ ﴿٢٩﴾ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى
ڈر سناتے ہوئے ف١ بولے اے قوم ہماری ہم نے سُنی ایک کتاب جو اتری ہے موسیٰ کے بعد ف٢
مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿٣٠﴾
سچا کرنے والی سب اگلی کتابوں کو ف٣ سُجھاتی ہے سچا دین اور ایک راہ سیدھی ف٤
یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ
اے قوم ہماری مانو اللہ کے بلانیوالے کو اور اُس پر یقین لاؤ ف٥ کہ بخشے تم کو کچھ تمہارے گناہ ف٦ اور
یُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿٣١﴾ وَ مَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ
بچادے تم کو ایک عذاب دردناک سے اور جو کوئی نہ مانے گا اللہ کے بُلانیوالے کو تو وہ نہ
بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءُ ؕ اُولٰٓىِٕكَ فِیْ
تھکا سکے گا بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں اُس کا اُسکے سوائے مددگار ف٧ وہ لوگ بھٹکتے
ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿٣٢﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ
ہیں صریح کیا نہیں دیکھتے کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان اور زمین اور
لَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ
نہ تھکا اُن کے بنانے میں ف٨ وہ قدرت رکھتا ہے کہ زندہ کرے مُردوں کو، کیوں نہیں وہ ہر چیز
قَدِیْرٌ ﴿٣٣﴾ وَ یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَیْسَ هٰذَا
کر سکتا ہے ف٩ اور جس دن سامنے لائیں منکروں کو آگ کے کیا یہ ٹھیک
بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿٣٤﴾
نہیں کہیں گے کیوں نہیں قسم ہے ہمارے رب کی ف١٠ کہا تو چکھو عذاب بدلہ اُس کا جو تم منکر ہوتے تھے ف١١
فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَ لَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ؕ
سو تو ٹھہرا رہ جیسے ٹھہرے رہے ہیں ہمت والے رسول اور جلدی نہ کر اُنکے معاملہ میں ف١٢
كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ
یہ لوگ جس دن دیکھ لیں گے اُس چیز کو جس کا اُن سے وعدہ ہے جیسے ڈھیل نہ پائی تھی مگر ایک گھڑی دن کی ف١٣

ف٢ کتب سابقہ میں حضرت موسیٰؑ کی کتاب (تورات) کی برابر کوئی کتاب احکام و شرائع کو حاوی نہیں تھی۔ اسی پر انبیائے بنی اسرائیل کا عمل رہا۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی یہ ہی فرمایا کہ میں تورات کو بدلنے کے لئے نہیں آیا بلکہ اُس کی تکمیل کے لئے آیا ہوں۔ اور حضرت سلیمانؑ کے وقت سے جنوں میں تورات ہی مشہور چلی آتی تھی۔ اس لئے اس موقع پر انہوں نے اُسی کی طرف اشارہ کیا۔ خود تورات میں بھی جو پیشین گوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آئی ہے اس کے لفظ یہ ہیں کہ (اے موسیٰؑ) "تیری مانند ایک نبی اٹھاؤنگا"۔

ف٣ شاید اُس وقت قرآن کا جو حصہ حضورؐ نے تلاوت فرمایا تھا اس میں ایسا مضمون آیا ہوگا۔ یا قرائن سے سمجھے ہوں۔

ف٤ یعنی سچے عقیدے اور عمل کا سیدھا راستہ۔

ف٥ یعنی اس کی بات مانو جو اللہ کی طرف بُلا رہا ہے اور اُسکی رسالت پر یقین کرو۔

ف٦ یعنی جو گناہ حالتِ کفر میں کر چکے ہو، اسلام کی برکت سے سب معاف ہو جائینگے۔ آئندہ سے نیا کھاتہ شروع ہوگا لیکن یاد رہے کہ یہاں ذنوب کا ذکر ہے۔ حقوق العباد کا معاف ہونا اس سے نہیں نکلتا۔

ف٧ یعنی نہ خود بھاگ کر خدا کی مار سے بچ سکے نہ کوئی دوسرا بچا سکے حضرت شاہ صاحبؒ "فِی الْاَرْضِ" کی قید پر لکھتے ہیں کہ "(شیاطین کو) اُوپر سے فرشتے مارتے ہیں تو زمین ہی کو بھاگتے ہیں"۔

ف٨ اس لفظ میں "یہود" کے عقیدے کا رد ہے جو کہتے تھے کہ چھ دن میں اللہ نے زمین و آسمان پیدا کئے۔ "ثُمَّ اسْتَرَاحَ" (پھر ساتویں دن آرام کرنے لگا) العیاذ باللہ۔

ف٩ یعنی بڑا عذاب مرنے کے بعد ہوگا اور اس دھوکا میں نہ رہیں
کہ مرکر کہاں زندہ ہوتے ہیں۔ اللہ کو یہ کچھ مشکل نہیں۔ جو آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے نہ تھکا، اُس کو تمہارا دوبارہ پیدا کر دینا کیا مشکل ہے۔ ف١٠ یعنی اُس وقت کہا جائیگا
کہ دوزخ کا وجود اور اُس کا عذاب کیا واقعی چیز نہیں؟ آخر سب ذلیل ہو کر اقرار کرینگے کہ بیشک واقعی ہے۔ (ہم غلطی پر تھے جو اس کا انکار کیا کرتے تھے)۔ ف١١ یعنی اُس وقت
کہا جائیگا کہ اچھا اب اس انکار و تکذیب کا مزہ چکھتے رہو۔ ف١٢ یعنی جب معلوم ہو چکا کہ منکرین کو سزا ملنی ضرور ہے۔ آخرت میں ملے یا دنیا میں بھی۔ تو آپ ان کے معاملہ میں
جلدی نہ کریں۔ بلکہ ایک میعاد معین تک صبر کرتے رہیں جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے۔ (تنبیہ) بعض سلف نے کہا کہ سب رسول اولوالعزم (ہمت والے) ہیں اور عرف میں پانچ پیغمبر
خصوصی طور پر اولوالعزم کہلاتے ہیں۔ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ، اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ف١٣ "ڈھیل نہ پائی تھی"، دنیا میں
یعنی اب تو دیر سمجھتے ہیں کہ عذاب جلد کیوں نہیں آتا۔ اُس دن جانینگے کہ بہت شتاب آیا۔ دنیا میں ہم ایک ہی گھڑی رہے۔ یا عالمِ قبر کا رہنا ایک گھڑی معلوم ہوگا۔ قاعدہ ہے کہ گذری
ہوئی مدت تھوڑی معلوم ہوا کرتی ہے۔ خصوصاً سختی اور مصیبت کے وقت عیش و آرام کا زمانہ بہت کم نظر آنے لگتا ہے۔

ف۱ یعنی ہم نے نصیحت کی بات پہنچادی اور سب نیک و بد سمجھا دیا۔ اب جو نہ مانینگے وہ ہی تباہ و برباد ہونگے۔ ہماری طرف سے حجت تمام ہو چکی اور کسی کو بے قصور ہم نہیں پکڑتے اُنہی کو غارت کرتے ہیں جو غارت ہونے ہی پر کمر باندھ لے۔ تم سورۃ الاحقاف بفضل اللہ وحُسن توفیقہ۔ فللہ الحمد والمنۃ۔

ف۲ جیساکہ رؤسائے کفار کی عادت تھی کہ جان، مال اور ہر طرح سے اس میں کوشش کرتے تھے۔

ف۳ یعنی جن اعمال کو وہ نیک سمجھ رہے ہیں بوجہ عدم ایمان کے وہ مقبول نہیں۔ بلکہ اُن میں سے بعض کام اور اُلٹے موجب عتاب ہوتے ہیں۔ جیسے لوگوں کو اسلام سے روکنے میں پیسہ خرچ کرنا۔

بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُونَ ﴿٣٥﴾

یہ پہنچا دینا ہے، اب وہی غارت ہونگے جو لوگ نافرمان ہیں ف۱

سُوْرَةُ مُحَمَّدٍ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ثَمَانٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں نازل ہوئی اور اس میں اڑتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ﴿١﴾ وَالَّذِيْنَ

جو لوگ کہ منکر ہوئے اور روکا اوروں کو اللہ کی راہ سے ف۲ کھو دیے اللہ نے اُنکے کام ف۳ اور جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ

یقین لائے اور کیے بھلے کام اور مانا اُس کو جو اُترا محمد پر اور وہی ہے سچا دین اُن کے

رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ﴿٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ

رب کی طرف سے اُتاریں اُن پر سے اُن کی بُرائیاں اور سنوارا اُن کا حال ف۴ یہ اس لئے کہ جو

كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ

منکر ہیں وہ چلے جھوٹی بات پر اور جو یقین لائے انہوں نے مانی سچی بات اپنے رب کی طرف سے

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ﴿٣﴾ فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یوں بتلاتا ہے اللہ لوگوں کو اُن کے احوال ف۵ سو جب تم مقابل ہو منکروں کے

فَضَرْبَ الرِّقَابِ ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ ڎ فَاِمَّا مَنًّۢا

تو مارو گردنیں یہاں تک کہ جب خوب قتل کر چکو اُن کو تو مضبوط باندھ لو قید پھر یا احسان

بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاۗءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ڔ ذٰلِكَ ڔ وَلَوْ يَشَاۗءُ

کیجیو اور یا معاوضہ لیجیو ف۶ جب تک کہ رکھ دے لڑائی اپنے ہتھیار ف۷ یہ سن چکے اور اگر چاہے

اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا۟ بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ۭ وَالَّذِيْنَ

اللہ تو بدلہ لے اُن سے پر جانچنا چاہتا ہے تمہارے ایک سے دوسرے کو ف۸ اور جو لوگ

ف۴ یعنی بُرائیوں کی عادت چھُڑا کر اللہ تعالیٰ اُن کا حال سنوار دیتا ہے کہ یومًا فیومًا نیکی میں ترقی کرتے رہتے ہیں۔ اور آخرت میں اُن کی کوتاہیوں سے درگذر فرما کر اچھے حال میں رکھتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ "پہلے زمانہ میں ساری مخلوق ایک شریعت کی مکلف نہ تھی۔ اِس وقت سب جہان کو ایک حکم ہے، اب سچا دین یہی ہے اور بُرے بھلے کام مسلمان بھی کرتے ہیں اور کافر بھی، لیکن سچا دین ماننے کو یہ قبولیت ہے کہ نیکی ثابت اور بُرائی معاف، اور نہ ماننے کی یہ سزا ہے کہ نیکی برباد گناہ لازم"۔

ف۵ یعنی اس طرح کھول کھول کر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اُنکے بھلے بُرے احوال پر متنبہ کرتا ہے۔ تا باطل پرستی کی نحوست و شامت اور حق پرستی کی برکت اُن کے پوری طرح ذہن نشین ہو جائے۔

ف۶ یعنی حق اور باطل کا مقابلہ تو رہتا ہی ہے جس وقت مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہو جائے تو مسلمانوں کو پوری مضبوطی اور بہادری سے کام لینا چاہئے۔ باطل کا زور جب ہی ٹوٹے گا کہ بڑے بڑے شریر مارے جائیں اور ان کے جتھے توڑ دیے جائیں۔ اس لئے ہنگامۂ کارزار میں کسل، سُستی، بزدلی اور توقف و تردد کو راہ نہ دو۔ اور دشمنانِ خُدا کی گردنیں مارنے میں کچھ باک نہ کرو۔ کافی خونریزی کے بعد جب تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور اُن کا زور ٹوٹ جائے اُس وقت قید کرنا بھی کفایت کرتا ہے قال تعالیٰ "مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ"۔ (انفال رکوع ۹) یہ قید و بند ممکن ہے اُن کے لئے تازیانۂ عبرت کا کام دے۔ اور مسلمانوں کے پاس رہ کر اُن کو اپنی اور تمہاری حالت کے جانچنے اور اسلامی تعلیمات میں غور کرنے کا موقع بہم پہنچائے۔ شدہ شدہ وہ لوگ حق و صداقت کا راستہ اختیار کر لیں۔ یا مصلحت سمجھو تو بدون کسی معاوضہ کے ان پر احسان کر کے قید سے رہا کر دو۔ اِس صورت میں بہت سے افراد ممکن ہے تمہارے احسان اور خوبیٔ اخلاق سے متاثر ہو کر تمہاری طرف راغب ہوں اور تمہارے دین سے محبت کرنے لگیں۔ اور یہ بھی کر سکتے ہو کہ زرِ فدیہ لیکر یا مسلمان قیدیوں کے مبادلہ میں ان قیدیوں کو چھوڑ دو۔ اُس میں کئی طرح کے فائدے ہیں۔ بہر حال اگر ان اسیرانِ جنگ کو اُن کے وطن کی طرف واپس کرو تو دو ہی صورتیں ہیں۔ معاوضہ میں چھوڑنا یا بلا معاوضہ رہا کرنا۔ اُن میں جو صورت امام کے نزدیک اصلح ہو اختیار کر سکتا ہے۔ حنفیہ کے ہاں بھی فتح القدیر اور شامی وغیرہ میں اس طرح کی روایات موجود ہیں۔ ہاں اگر قیدیوں کو اُن کے وطن کی طرف واپس کرنا مصلحت نہ ہو، تو پھر تین صورتیں ہیں۔ ذِمّی بنا کر بطور رعیت کے رکھنا۔ یا غلام بنا لینا، یا قتل کر دینا۔ احادیث سے قیدی کو قتل کرنے کا ثبوت صرف خاص خاص حالات میں ملتا ہے جبکہ وہ کسی ایسے سنگین جُرم کا مرتکب ہوا ہو جس کی سزا قتل سے کم نہیں ہو سکتی تھی۔ البتہ غلام یا رعیت بنا کر رکھنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

ف۷ یعنی یہ حرب و ضرب اور قید و بند کا سلسلہ برابر جاری رہیگا۔ تا آنکہ لڑائی اپنے ہتھیار اُتار کر رکھدے اور جنگ موقوف ہو جائے۔

ف۸ یعنی خدا کو قدرت ہے کہ اِن کافروں کو کوئی آسمانی عذاب بھیج کر "عاد" و "ثمود" وغیرہ کی طرح ہلاک کر ڈالے لیکن جہاد و قتال مشروع کر کے اُسے بندوں کا امتحان کرنا تھا۔ وہ دیکھتا ہے کہ کتنے مسلمان اللہ کے نام پر جان و مال نثار کرنے کیلئے تیار ہیں اور کفار میں سے کتنے لوگ ان تنبیہی کارروائیوں سے بیدار ہوتے اور اس مُہلت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں جو اللہ نے دے رکھی ہے کہ پہلی قوموں کی طرح ایک دم پکڑ کر استیصال نہیں کر دیتا۔

قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ٤ سَيَهْدِيْهِمْ وَيُصْلِحُ
مارے گئے اللہ کی راہ میں تو نہ ضائع کریگا وہ اُنکے کیے کام اُن کو راہ دیگا اور سنواریگا

بَالَهُمْ ٥ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ٦ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ
اُن کا حال ف١ اور داخل کریگا اُنکو بہشت میں جو معلوم کرادی ہے اُنکو ف٢ اے ایمان والو اگر

تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ٧ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا
تم مدد کروگے اللہ کی ف٣ تو وہ تمہاری مدد کریگا اور جما دیگا تمہارے پاؤں ف٤ اور جو لوگ کہ منکر ہوئے وہ گرے

لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ٨ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ
مُنہ کے بل اور کھو دیے اُنکے کیے کام ف٥ یہ اس لئے کہ اُن کو پسند نہ ہوا جو اتارا اللہ نے پھر اکارت

اَعْمَالَهُمْ ٩ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
کر دیئے اُنکے کئے کام ف٦ کیا وہ پھرے نہیں ملک میں کہ دیکھیں کیسا ہوا انجام

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ١٠
اُن کا جو اُن سے پہلے تھے ہلاکی ڈالی اللہ نے اُن پر اور منکروں کو ملتی رہتی ہیں ایسی چیزیں ف٧

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى
یہ اس لئے کہ اللہ رفیق ہے اُن کا جو یقین لائے اور یہ کہ جو منکر ہیں اُن کا رفیق نہیں

لَهُمْ ١١ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ
کوئی ف٨ مقرر اللہ داخل کریگا اُن کو جو یقین لائے اور کیے بھلے کام باغوں میں

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ
جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو لوگ منکر ہیں برت رہے ہیں اور کھاتے ہیں

كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ١٢ وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ
جیسے کہ کھائیں چوپائے اور آگ ہے گھر اُن کا ف٩ اور کتنی تھیں بستیاں

هِىَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِىْۤ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ
جو زیادہ تھیں زور میں اس تیری بستی سے جس نے تجھ کو نکالا ہم نے اُن کو غارت کر دیا

ع

ف١ یعنی جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے خواہ بظاہر یہاں کامیاب نظر نہ آتے ہوں لیکن حقیقۃً وہ کامیاب ہیں۔ اللہ اُن کے کام ضائع نہ کریگا۔ بلکہ انجام کار اُن کی محنت ٹھکانے لگائے گا۔ اُن کو جنت کی طرف راہ دیگا۔ اور آخرت کے تمام منازل و مواقف میں اُن کا حال درست رکھیگا۔

ف٢ یعنی جس جنت کا حال اُن کو انبیاء علیہم السلام کی زبان اور اپنے وجدان صحیح سے معلوم ہو چکا تھا اُس میں داخل کئے جائیں گے اور وہاں پہنچکر ہر جنتی اپنے ٹھکانے کو خود بخود پہچان لیگا اُس کے دل کی کشش اُدھر ہی ہوگی جہاں اُس کو رہنا ہے۔ (تنبیہ) ابن عباسؓ نے "عَرَّفَهَا لَهُمْ" کے معنی "طَيَّبَهَا لَهُمْ" کے لئے ہیں۔ یعنی جنت اُن کے لئے خوشبوؤں سے مہکا دی گئی ہے۔

ف٣ یعنی اللہ کے دین کی اور اُس کے پیغمبر کی۔

ف٤ یعنی جہاد میں اللہ کی مدد سے تمہارے قدم نہیں ڈگمگائینگے اور اسلام و طاعت پر ثابت قدم رہوگے جس کے نتیجہ میں "صراط" پر ثابت قدمی نصیب ہوگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "اللہ چاہے تو خود ہی کافروں کو مسلمان کر ڈالے پر یہ بھی منظور نہیں۔ جانچنا منظور ہے۔ سو بندہ کی طرف سے کمر باندھنا اور اللہ کی طرف سے کام بنانا"۔

ف٥ یعنی جس طرح مومنین کے قدم جما دیئے جاتے ہیں۔ اُسکے برعکس منکروں کو مُنہ کے بل گرا دیا جاتا ہے۔ اور جیسے خدا کی طرف سے مومنین کی مدد کی جاتی ہے، اس کے خلاف کافروں کے کام برباد کر دیئے جاتے ہیں۔

ف٦ یعنی جب انہوں نے اللہ کی باتوں کو ناپسند کیا تو اللہ اُن کے کام کیوں پسند کریگا۔ اور جو چیز خدا کو ناپسند ہو وہ محض اکارت ہے۔

ف٧ یعنی دنیا ہی میں دیکھ لو منکروں کی کیسی گت بنی اور کس طرح اُنکے منصوبے خاک میں ملا دیئے گئے۔ کیا آج کل کے منکروں کو ایسی سزائیں نہیں مل سکتیں۔

ف٨ یعنی اللہ مومنین صالحین کا رفیق ہے جو وقت پر اُن کی مدد کرتا ہے۔ کافروں کا ایسا رفیق کون ہے جو اللہ کے مقابلہ میں کام آسکے "غزوۂ اُحُد" میں ابوسفیان نے پکارا تھا۔ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ آپؐ نے فرمایا پکارو "اَللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ"۔

ف٩ یعنی دنیا کا سامان برت رہے ہیں اور مارے حرص کے بہائم کی طرح اناپ شناپ کھاتے چلے جاتے ہیں۔ نتیجہ کی خبر نہیں کہ کل یہ کھایا پیا کس طرح نکلے گا۔ اچھا چند روز مزے اُڑا لیں آگے اُن کے لئے آگ کا گھر تیار ہے۔

ف۱ یعنی دوسری قوموں کو جو زور و طاقت میں مکّہ والوں سے کہیں بڑھ کر تھیں ہم نے تباہ کر چھوڑا اور کوئی اُن کی مدد کو نہ پہنچا پھر یہ کس بات پر اتراتے ہیں۔ (تنبیہ) "قَرْيَتِكَ الَّتِىٓ اَخْرَجَتْكَ" سے مُراد مکّہ معظّمہ ہے۔ وہاں کے لوگوں نے ایسی حرکات کیں کہ آپ ؐ کو وطن مالوف و محبوب چھوڑنا پڑا۔ حدیث میں ہے کہ آپ ؐ نے رخصت ہوتے وقت مکہ معظمہ کو خطاب کرکے فرمایا کہ خدا کی قسم تو تمام شہروں میں اللہ کے نزدیک اور میرے نزدیک محبوب ترین شہر ہے۔ اور اگر میری قوم مجھ کو تیرے اندر سے نہ نکالتی میں تجھ کو نہ چھوڑتا۔

فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ﴿۱۳﴾ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ

پھر کوئی نہیں اُن کا مددگار ف۱ بھلا ایک جو چلتا ہے واضح راستہ پر اپنے رب کے برابر ہے اُسکے جس کو بھلا

سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ

دکھلایا اُس کا بُرا کام اور چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر ف۲ احوال اس بہشت کا جس کا وعدہ ہوا ہے ڈرنے والوں سے

فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ ۚ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ ۚ

اُس میں نہریں ہیں پانی کی جو بُو نہیں کر گیا ف۳ اور نہریں ہیں دُودھ کی جس کا مزہ نہیں پھرا ف۴

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ۬ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى ؕ

اور نہریں ہیں شراب کی جس میں مزہ ہے پینے والوں کیواسطے ف۵ اور نہریں ہیں شہد کی جھاگ اُتارا ہوا ف٦

وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ كَمَنْ هُوَ

اور اُن کے لئے وہاں سب طرح کے میوے ہیں ف٧ اور معافی ہے اُن کے رب سے ف٨ یہ برابر ہے اُسکے جو

خَالِدٌ فِى النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ ﴿۱۵﴾ وَمِنْهُمْ

سدا رہے آگ میں اور پلایا جائے اُنکو کھولتا پانی تو کاٹ نکالے اُن کی آنتیں ف۹ اور بعضے اُن میں

مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ

ہیں کہ کان رکھتے ہیں تیری طرف یہاں تک کہ جب نکلیں تیرے پاس سے کہتے ہیں اُن کو جن کو

اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا ۟ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ

علم ملا ہے کیا کہا تھا اس شخص نے ابھی ف۱۰ یہ وہی ہیں جن کے دلوں پر مُہر لگا دی ہے اللہ نے

وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ ﴿۱٦﴾ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ

اور چلے ہیں اپنی خواہشوں پر ف۱۱ اور جو لوگ راہ پر آئے ہیں اُن کو اور بڑھ گئی اُس سے سُوجھ اور اُنکو اس سے

تَقْوٰىهُمْ ﴿۱٧﴾ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۚ فَقَدْ

ملا بچ کر چلنا ف۱۲ اب یہی انتظار کرتے ہیں قیامت کا کہ آ کھڑی ہو اُن پر اچانک سو

جَآءَ اَشْرَاطُهَا ۚ فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ﴿۱۸﴾ فَاعْلَمْ اَنَّهٗ

آچکی ہیں اُسکی نشانیاں پھر کہاں نصیب ہوگا اُنکو جب وہ آپہنچے اُن پر سمجھ پکڑنا ف۱۳ سو تو جان لے کہ

ف۲ یعنی ایک شخص نہایت شرح صدر اور فہم و بصیرت کے ساتھ سچائی کی صاف اور کشادہ سڑک پر بے کھٹکے چلا جا رہا ہے، اور دوسرا اندھیرے میں پڑا ٹھوکریں کھاتا ہے جس کو سیاہ و سفید یا نیک و بد کی کچھ تمیز نہیں، حتّیٰ کہ اپنی بے تمیزی سے بُرائی کو بھلائی سمجھتا ہے اور خواہشات کی پیروی میں اندھا ہو رہا ہے، کیا ان دونوں کا مرتبہ اور انجام برابر ہو جائیگا؟ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ حق تعالیٰ کی شان حکمت و عدل کے منافی ہے۔

ف۳ یعنی طول مکث یا کسی چیز کے اختلاط سے اُس کی بُو نہیں بدلی۔ شہد سے زیادہ شیریں اور دُودھ سے زیادہ سفید ہے۔ کسی طرح کے تغیر کو اُس کی طرف راہ نہیں۔

ف۴ یعنی دنیا کے دُودھ پر قیاس نہ کرو۔ اتنی مُدّت گذرنے پر بھی اُس کے مزے میں فرق نہیں آیا۔

ف۵ یعنی وہاں کی شراب میں خالص لذّت اور مزہ ہی ہے۔ نہ نشہ ہے نہ شکستگی نہ تلخی نہ سرگرانی نہ کوئی اور عیب و نقصان۔

ف٦ یعنی صاف و شفاف شہد جس میں تکدّر تو کہاں ہوتا جھاگ تک نہیں۔ (تنبیہ) یہاں چار قسم کی نہروں کا ذکر ہوا جن میں پانی تو ایسی چیز ہے کہ انسان کی زندگی اُس سے ہے اور دُودھ غذائے لطیف کا کام دیتا ہے اور شراب سرور و نشاط کی چیز ہے۔ اور شہد کو "شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ" فرمایا گیا ہے۔

ف٧ مشروبات کے بعد مآکولات کا ذکر فرما دیا۔

ف٨ یعنی سب خطائیں معاف کر کے جنت میں داخل کریں گے وہاں پہنچ کر کبھی خطاؤں کا ذکر بھی نہ آئیگا جو اُن کی کلفت کا سبب بنے۔ اور نہ آئندہ کسی بات پر گرفت ہوگی۔

ف۹ یعنی کھولتا ہوا پانی جب دوزخیوں کو پلائیں گے تو آنتیں کٹ کر باہر آپڑیںگی۔ (اعاذنا اللہ منہ)

ف۱۰ اوپر مومنوں اور کافروں کا حال مذکور تھا۔ ایک قسم کافروں کی وہ ہے جسے منافق کہتے ہیں یعنی ظاہر میں اسلام کا دعویٰ اور باطن میں اُس سے انحراف۔ اس آیت میں اُس کا ذکر ہے۔ یعنی یہ لوگ بظاہر پیغمبر کی بات سُننے کے لئے کان رکھتے ہیں۔ مگر نہ دلی توجہ ہے نہ سمجھ نہ یاد، جب مجلس سے اُٹھ کر جاتے ہیں تو اہل علم سے کہتے ہیں کہ اس شخص (یعنی پیغمبر علیہ السلام) نے ابھی کیا بیان کیا تھا۔ شاید اس دریافت کرنے سے مقصود ادھر تعریض کرنا ہوگا کہ ہم اُن کی بات کو لائق اعتنا نہیں سمجھتے نہ توجہ سے سُنتے ہیں۔

ف۱۱ یعنی ایسی نالائق حرکتوں کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ اُن کے دلوں پر مُہر کر دیتا ہے۔ پھر نیکی کی توفیق قطعاً نہیں ہوتی۔ محض خواہشات کی پیروی رہ جاتی ہے۔

ف۱۲ یعنی سچائی کے راستہ پر چلنے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی روز بروز ہدایت میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے اور اُس کی سُوجھ بُوجھ اور پرہیزگاری بڑھتی جاتی ہے۔ ف۱۳ یعنی قرآن کی نصیحتیں، گذشتہ اقوام کی عبرتناک مثالیں اور جنت و دوزخ کے وعدہ وعید سب سن چکے اب ماننے کیلئے کس وقت کا انتظار ہے۔ یہی کہ قیامت کی گھڑی انکے سر پر اچانک آ کھڑی ہو۔ سو قیامت کی کئی نشانیاں تو آچکیں، اور جب خود قیامت آ کھڑی ہوگی، اس وقت اُن کے لیے سمجھ حاصل کرنے اور ماننے کا موقع کہاں باقی رہیگا۔ یعنی وہ سمجھنا اور ماننا بیکار ہے کیونکہ اُس پر نجات نہیں ہو سکتی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "بڑی نشانی قیامت کی ہمارے نبی کا پیدا ہونا ہے۔ سب نبی خاتم النبیین کی راہ دیکھتے تھے۔ جب وہ آچکے (مقصود تخلیق عالم کا حاصل ہو چکا) اب قیامت ہی باقی ہے۔" حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" (میں اور قیامت اس طرح ہیں) گویا میں قیامت سے اتنا آگے نکل آیا ہوں جتنا بیچ کی انگلی شہادت کی انگلی سے آگے نکلی ہوئی ہے۔ شرح صحیح مسلم میں ہم نے اس کی مفصل تقریر کی ہے۔ یہاں گنجائش نہیں۔

ف۱ ہر ایک کا ذنب (گناہ) اُس کے مرتبہ کے موافق ہوتا ہے کسی کام کا بہت اچھا پہلو چھوڑ کر کم اچھا پہلو اختیار کرنا گو وہ حدودِ جواز و استحسان میں ہو بعض اوقات مقربین کے حق میں ذنب (گناہ) سمجھا جاتا ہے "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ" کے یہی معنی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دن میں سَو بار استغفار فرماتے تھے (تنبیہ) "فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" الخ کا خطاب ہر ایک مخاطب کو ہے۔ اور اگر خاص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخاطب ہوں تو مطلب یہ ہے کہ اس علم پر برابر جمے رہیئے اور استغفار کرتے رہیئے۔ اور "فَاعْلَمْ" کی تفریع ماقبل پر اس طرح ہے کہ قیامت آنے کے بعد کسی کو ایمان و توبہ وغیرہ نافع نہیں، تو آدمی کو چاہیئے کہ اُس کے آنے سے قبل صحیح معرفت حاصل کرے۔ اور ایمان و استغفار کے طریق پر مستقیم رہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ

کسی کی بندگی نہیں سوائے اللہ کے اور معافی مانگ اپنے گناہ کے واسطے اور ایماندار مردوں اور عورتوں کے لئے ف۱

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا

اور اللہ کو معلوم ہے بازگشت تمہاری اور گھر تمہارا ف۲ اور کہتے ہیں ایمان والے کیوں نہ

نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ

اُتری ایک سورت ف۳ پھر جب اُتری ایک سورت جانچی ہوئی ف۴ اور ذکر ہوا اس میں لڑائی کا

رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ

تو تو دیکھتا ہے انکو جن کے دل میں روگ ہے تکتے ہیں تیری طرف جیسے تکتا ہے کوئی بیہوش

عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ؕ فَاَوْلٰى لَهُمْ ﴿۲۰﴾ طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ ۟ فَاِذَا

پڑا ہوا مرنے کے وقت سو خرابی ہے اُن کی ف۵ حکم ماننا ہے اور بھلی بات کہنی پھر جب

عَزَمَ الْاَمْرُ ۟ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ﴿۲۱﴾ فَهَلْ عَسَيْتُمْ

تاکید ہو کام کی تو اگر سچے رہیں اللہ سے تو اُن کا بھلا ہے ف۶ پھر تم کو یہ بھی توقع ہے

اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾

کہ اگر تم کو حکومت ملجائے تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو اپنی قرابتیں ف۷

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ﴿۲۳﴾ اَفَلَا

ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے پھر کر دیا انکو بہرا اور اندھی کر دیں اُن کی آنکھیں ف۸ کیا

يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۴﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا

دھیان نہیں کرتے قرآن میں یا دلوں پر لگ رہے ہیں اُنکے قفل ف۹ بیشک جو لوگ اُلٹے پھر گئے

عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى ۙ الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ ؕ

اپنی پیٹھ پر بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی اُن پر سیدھی راہ، شیطان نے بات بنائی اُنکے دل میں

وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿۲۵﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ

اور دیر کے وعدے کئے ف۱۰ یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا اُن لوگوں سے جو بیزار ہیں اللہ کی اتاری کتاب سے

ف۲ یعنی جتنے پردوں میں پھروگے پھر بہشت یا دوزخ میں پہنچوگے جو تمہارا اصلی گھر ہے۔

ف۳ یعنی ایسی سورت جس میں جہاد کی اجازت ہو۔

ف۴ یعنی پچھے تلے احکام پر مشتمل ہے جو غیر منسوخ ہیں اور ٹھیک اپنے وقت پر اُترتے ہیں۔

ف۵ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "مسلمان سورت مانگتے تھے یعنی کافروں کی ایذاء سے عاجز ہو کر آرزو کرتے کہ اللہ جہاد کا حکم دے تو جو ہم سے ہو سکے کر گذریں۔ جب جہاد کا حکم آیا تو منافق اور کچے لوگوں پر بھاری ہوا، خوفزدہ اور بے رونق آنکھوں سے پیغمبر کی طرف دیکھنے لگے کہ کاش ہم کو اس حکم سے معاف رکھیں۔ بیحد خوف میں بھی آنکھ کی رونق نہیں رہتی۔ جیسے مرتے وقت آنکھوں کا نور جاتا رہتا ہے"۔

ف۶ یعنی ظاہر میں یہ لوگ فرمانبرداری کا اظہار اور زبان سے اسلام و احکام اسلام کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر کام کی بات یہ ہے کہ عملاً خدا و رسول کا حکم مانیں اور بات اچھی اور معقول کہیں پھر جب جہاد وغیرہ میں کام کی تاکید اور زور آ پڑے اُس وقت اللہ کے سامنے سچے ثابت ہوں تو یہ صورت اُن کی بہتری اور بھلائی کی ہوگی حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی حکم شرع کو نہ ماننے سے کافر ہو جاتا ہے۔ اللہ کا حکم ہر طرح ماننا ہی چاہیئے۔ پھر رسول بھی جانتا ہے کہ نامردوں کو کیوں لڑوائے۔ ہاں جب بہت ہی تاکید آ پڑے اُسی وقت لڑنا ضروری ہوگا۔ نہیں تو لڑنے والے بہت ہیں"۔

ف۷ یعنی حکومت و اقتدار کے نشہ میں لوگ عموماً اعتدال و انصاف پر قائم نہیں رہا کرتے۔ دنیا کی حرص اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ پھر جاہ و مال کی کشمکش اور غرض پرستی میں جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ جن کا آخری نتیجہ ہوتا ہے عام فتنہ و فساد اور ایک دوسرے سے قطع تعلق حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی جان سے تنگ ہو کر جہاد کی آرزو کرتے ہو۔ اور اگر اللہ تم ہی کو غالب کر دے تو فساد نہ کرنا"۔ (تنبیہ) مترجم محقق قدس اللہ روحہ نے "تَوَلَّيْتُمْ" کا ترجمہ حکومت مل جانے سے کیا ہے جیسا کہ بہت سے مفسرین کی رائے ہے۔ دوسرے علماء "تَوَلّٰى" کو بمعنے اعراض لیکر یوں مطلب لیتے ہیں کہ اگر تم اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے اعراض کروگے تو ظاہر ہے دنیا میں امن و انصاف قائم نہیں ہو سکتا۔ اور جب دنیا میں امن و انصاف نہ رہیگا تو ظاہر ہے فساد، بدامنی اور حق ناشناسی کا دَور دورہ ہوگا۔ اور بعض نے اس طرح تفسیر کی ہے کہ اگر تم ایمان لانے سے اعراض کروگے تو زمانۂ جاہلیت کی کیفیت عود کر آئیگی جو خرابیاں اور فساد اُس وقت تھے اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر رشتے ناتے قطع ہو جاتے تھے، وہ ہی سب نقشہ پھر قائم ہو جائیگا۔ اور اگر آیت میں خاص منافقین سے خطاب مانا جائے تو ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر جہاد سے اعراض کروگے تو تم سے یہی توقع کیجا سکتی ہے کہ اپنی منافقانہ شرارتوں سے ملک میں خرابی مچاؤگے اور جن مسلمانوں سے تمہاری قرابتیں ہیں اُنکی مطلق پروانہ کرتے ہوئے کھلے کافروں کے مددگار بنوگے۔

ف۸ یعنی حکومت کے غرور میں اندھے بہرے ہو کر ظلم کرنے لگے۔ پھر کسی کا سمجھایا نہ سمجھے۔ خدا کی پھٹکار نے بالکل ہی سنگدل بنا دیا۔ اور یہ سب کچھ اُن ہی کے سوء اختیار اور قصور استعداد سے ہوا۔

ف۹ یعنی منافق قرآن میں غور نہیں کرتے یا اُن کی شرارتوں کی بدولت دلوں پر قفل پڑ گئے ہیں کہ نصیحت کے اندر جانے کا راستہ ہی نہیں رہا۔ اگر قرآن کے سمجھنے کی توفیق ملتی تو بآسانی سمجھ لیتے کہ جہاد میں کس قدر دنیوی و اُخروی فوائد ہیں۔

ف۱۰ یعنی منافقین اسلام کا اقرار کرنے اور اُس کی سچائی ظاہر ہو چکنے کے بعد وقت آنے پر اپنے قول و قرار سے پھرے جاتے ہیں۔ اور جہاد میں شرکت نہیں کرتے۔ شیطان نے اُنکو یہ بات سجھا دی ہے کہ لڑائی میں نہ جائینگے تو دیر تک زندہ رہیں گے۔ خواہ مخواہ جا کر مرنے سے کیا فائدہ۔ اور نہ معلوم کیا کچھ سجھاتا اور دُور دراز کے لمبے چوڑے وعدے دیتا ہے۔ "وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا"۔

سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ﴿٢٦﴾ فَكَيْفَ إِذَا
ہم تمہاری بات بھی مانینگے بعضے کاموں میں اور اللہ جانتا ہے ان کا مشورہ کرنا ف١ پھر کیسا ہوگا حال جبکہ

تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ﴿٢٧﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ
فرشتے جان نکالیں گے ان کی مارتے جاتے ہوں اُن کے منہ پر اور پیٹھ پر ف٢ یہ اس لئے کہ وہ

اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴿٢٨﴾ أَمْ حَسِبَ
چلے اُس راہ جس سے اللہ بیزار ہے اور ناپسند کی اُس کی خوشی پھر اس نے اکارت کردیے انکے کئے کام ف٣ کیا خیال

الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَن لَّن يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ﴿٢٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ
رکھتے ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں روگ ہے کہ اللہ ظاہر نہ کرے گا اُن کے کینے ف٤ اور اگر ہم چاہیں

لَأَرَيْنَاكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُم بِسِيمَاهُمْ ۚ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۚ
تجھ کو دکھلا دیں وہ لوگ سو تو پہچان تو چکا ہے اُن کو انکے چہرہ سے، اور آگے پہچان لیگا بات کے ڈھب سے ف٥

وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٠﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ
اور اللہ کو معلوم ہیں تمہارے سب کام ف٦ اور البتہ ہم تم کو جانچیں گے تا معلوم کرلیں جو تم میں لڑائی کرنیوالے ہیں

وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ ﴿٣١﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن
اور قائم رہنے والے ف٧ اور تحقیق کرلیں تمہاری خبریں ف٨ جو لوگ منکر ہوئے اور روکا انہوں نے

سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن
اللہ کی راہ سے اور مخالف ہوگئے رسُول سے بعد اُس کے کہ ظاہر ہو چکی اُن پر سیدھی راہ نہ

يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ ﴿٣٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا
بگاڑ سکیں گے اللہ کا کچھ اور وہ اکارت کردیگا انکے سب کام ف٩ اے ایمان والو حکم پر چلو

اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ
اللہ کے اور حکم پر چلو رسُول کے اور ضائع مت کرو اپنے کیے ہوئے کام ف١٠ جو لوگ منکر ہوئے اور

صَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ﴿٣٤﴾
روکا لوگوں کو اللہ کی راہ سے پھر مرگئے اور وہ منکر ہی رہے تو ہرگز نہ بخشے گا اُن کو اللہ ف١١

ف١ منافقوں نے یہود وغیرہ سے کہا کہ گو ہم ظاہر میں مسلمان ہوگئے ہیں لیکن مسلمانوں کے ساتھ ہو کر تم سے نہ لڑینگے۔ بلکہ موقع ملا تو تم کو مدد دینگے اور اس قسم کے کاموں میں تمہاری بات مانینگے۔

ف٢ یعنی اس وقت موت سے کیونکر بچینگے۔ بیشک اُس وقت نفاق کا مزہ چکھیں گے۔

ف٣ یعنی اللہ کی خوشنودی کا راستہ پسند نہ کیا۔ اُسی راہ چلے جس سے وہ ناراض ہوتا تھا۔ اِس لیے موت کے وقت یہ بھیانک سماں دیکھنا پڑا۔ اور اللہ نے اُنکے کفر وطغیان کی بدولت سب عمل بیکار کر دیے۔ کسی عمل نے اُن کو دُوسری زندگی میں فائدہ نہ پہنچایا۔

ف٤ یعنی منافقین اپنے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جو حاسدانہ عداوتیں اور کینے رکھتے ہیں، کیا یہ خیال ہے کہ وہ دلوں میں پنہاں ہی رہینگے؟ اللہ اُن کو طشت ازبام نہ کریگا؟ اور مسلمان اُن کے مکر وفریب پر مطلع نہ ہونگے؟ ہرگز نہیں۔ اُن کا خبثِ باطن ضرور ظاہر ہو کر رہیگا اور ایسے امتحان کی بھٹی میں ڈالے جائینگے جہاں کھوٹا کھرا بالکل الگ ہوجائیگا۔

ع ٤

ف٥ یعنی اللہ چاہے تو تمام منافقین کو باشخاصہم معین کر کے آپ کو دکھلادے اور نام بنام مطلع کردے کہ مجمع میں فلاں فلاں آدمی منافق ہیں مگر اس کی حکمت بالفعل اس دو ٹوک اظہار کو مقتضی نہیں۔ ویسے اللہ نے آپ کو اعلیٰ درجہ کا نور فراست دیا ہے کہ اُنکے چہرے بُشرے سے آپ پہچان لیتے ہیں۔ اور آگے چل کر اُن لوگوں کے طرز گفتگو سے آپ کو مزید شناخت ہوجائے گی۔ کیونکہ منافق اور مخلص کی بات کا ڈھنگ الگ الگ ہوتا ہے، جو زور، شوکت پختگی اور خلوص کا رنگ مخلص کی باتوں میں جھلکتا ہے، منافق کتنی ہی کوشش کرے اپنے کلام میں پیدا نہیں کرسکتا۔ (تنبیہ) مترجم محقق قدس اللہ روحہٗ نے "فَلَعَرَفْتَهُمْ" کو "لَوْ نَشَاءُ" کے نیچے نہیں رکھا عام مفسرین اس کو "لَوْ نَشَاءُ" کے تحت میں رکھ کر "لَأَرَيْنَاكَهُمْ" پر متفرع کرتے ہیں یعنی اگر ہم چاہیں تو تجھ کو دکھلادیں وہ لوگ، پھر تو اُن کو پہچان جائے صورت دیکھ کر۔ احقر کے خیال میں مترجم رحمہ اللہ کی تفسیر زیادہ لطیف ہے۔ واللہ اعلم۔ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ حضورؐ نے بہت سے منافقین کو نام بنام پکارا اور اپنی مجلس سے اٹھادیا۔ ممکن ہے وہ شناخت "لَحْنِ الْقَوْلِ" اور "سِيمَا" وغیرہ سے حاصل ہوئی ہو۔ یا آیۂ ہٰذا کے بعد حق تعالیٰ نے آپ کو بعض منافقین کے اسماء پر تفصیل وتعیین کے ساتھ مطلع فرمادیا ہو۔ واللہ اعلم۔

ف٦ یعنی بندوں سے کوئی بات چھپی رہے، ممکن ہے۔ مگر اللہ کے علم میں تمہارے سب کام ہیں خواہ کھل کر کرو یا چھپا کر۔

ف٧ یعنی جہاد وغیرہ کے احکام سے آزمائش مقصود ہے۔ اِسی سخت آزمائش میں کھلتا ہے کہ کون لوگ اللہ کے راستہ میں لڑنے والے اور شدید ترین امتحانات میں ثابت قدم رہنے والے ہیں اور کون ایسے نہیں۔

ف٨ یعنی ہر ایک کے ایمان اور اطاعت وانقیاد کا وزن معلوم ہوجائے اور سب کے اندرونی احوال کی خبریں عملاً محقق ہوجائیں۔ (تنبیہ) "حَتّٰى نَعْلَمَ الخ" سے جو شبہ حدوثِ علم کا ہوتا ہے اُس کا مفصل جواب "پارہ سیقول" کے شروع "اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ" الخ کے حواشی میں ملاحظہ کیا جائے۔

ف٩ یعنی اپنا ہی نقصان کرتے ہیں، اللہ کا کیا نقصان ہے۔ نہ اُس کے دین اور پیغمبر کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ وہ قدرت والا اُن کے سارے منصوبے غلط اور تمام کام اکارت کردیگا اور سب کوششیں خاک میں ملادیگا۔

ف١٠ یعنی جہاد، یا اللہ کی راہ میں اور کوئی محنت وریاضت کرنا اُس وقت مقبول ہے جب اللہ ورسُول کے حکم کے موافق ہو محض اپنی طبیعت کے شوق یا نفس کی خواہش پر کام نہ کرو۔ ورنہ ایسا عمل یوں ہی بیکار ضائع جائیگا۔ مسلمان کا کام نہیں کہ جو نیک کام کرچکا یا کر رہا ہے اُس کو کسی صورت سے ضائع ہونے دے۔ نیک کام کو نہ بیچ میں چھوڑو، نہ ریا ونمود اور اعجاب وغرور وغیرہ سے اُس کو برباد کرو۔ بھلا ارتداد کا تو ذکر کیا ہے۔ جو ایک دم تمام اعمال کو حبط کر دیتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

ف١١ یعنی کسی کافر کی اللہ کے ہاں بخشش نہیں خصوصاً اُن کافروں کی جو دوسروں کو خدا کے راستہ سے روکنے میں لگے ہوئے ہیں۔

ف۱ یعنی مسلمانوں کو چاہیئے کہ کفار کے مقابلہ میں سُست اور کم ہمت نہ بنیں اور جنگ کی سختیوں سے گھبرا کر صلح کی طرف نہ دَوڑیں۔ ورنہ دشمن شیر ہو کر دباتے چلے جائینگے اور جماعتِ اسلام کو ملتو درُسوا ہونا پڑیگا۔ ہاں کسی وقت اسلام کی مصلحت اور اہل اسلام کی بھلائی صلح میں نظر آئے تو اُس وقت صلح کر لینے میں مضائقہ نہیں جیسا کہ آگے سورۂ "فتح" میں آتا ہے۔ بہرحال صلح کی بنا اپنی کم ہمتی اور نامردی پر نہ ہونی چاہیئے۔ ف۲ یعنی گھبرانے کی کچھ بات نہیں، اگر صبر و استقلال دکھاؤ گے اور خدا کے احکام پر ثابت قدم رہو گے تو خدا تمہارے ساتھ ہے وہ تم کو آخر کار غالب کریگا اور کسی حالت میں بھی تم کو نقصان اور گھاٹے میں نہ رہنے دیگا۔ ف۳ یعنی آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی حقیقت ایک کھیل تماشا جیسی ہے۔ اگر تم ایمان و تقویٰ اختیار کروگے اور اس کھیل تماشہ سے ذرا بچ کر چلوگے تو اللہ تم کو اس کا پورا بدلہ دیگا اور تمہارا مال بھی تم سے طلب نہیں کریگا۔ اُسے کیا حاجت ہے۔ وہ تو خود دینے والا ہے کما قال "مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ" (ذاریات۔ رکوع ۳) اگر طلب بھی کرے تو مالک حقیقی وہ ہی ہے تمام مال اُسی کا ہے۔ مگر اس کے باوجود دین کے معاملہ میں جب خرچ کرنے کو کہتا ہے تو سارے مال کا مطالبہ نہیں کرتا۔ بلکہ ایک تھوڑا سا حصّہ طلب کیا جاتا ہے۔ وہ بھی اپنے لئے نہیں بلکہ تمہارے فائدہ کو۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "حق تعالیٰ نے ملک فتح کرا دیئے، مسلمانوں کو تھوڑے ہی دن (اپنی گرہ سے) پیسہ خرچ کرنا پڑا۔ پھر جتنا خرچ کیا تھا اُس سے سَو سَو گُنا ہاتھ لگا۔ اس مطلب سے (قرآن کریم میں کئی جگہ) فرمایا ہے کہ اللہ کو قرض دو۔"

ف۴ یعنی اگر اللہ تعالیٰ سختی کے ساتھ کُل مال طلب کرنے لگے جو تم کو دے رکھا ہے تو کتنے مردانِ خدا ہیں جو کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے اس حکم پر لبیک کہینگے۔ اکثر تو وہی ہونگے جو بخل اور تنگدلی کا ثبوت دینگے اور مال خرچ کرنے کے وقت اُنکے دل کی خفگی باہر ظاہر ہو جائیگی۔

ف۵ یعنی ایک حصّہ خدا کے دیے ہوئے مال کا اُس کے راستہ میں اپنے نفع کی خاطر۔

ف۶ یعنی تمہارا دینا خود اپنے فائدہ کے لیے ہے۔ نہ دوگے تو اپنا ہی نقصان کروگے۔ اللہ کو تمہارے دینے نہ دینے کی کیا پروا۔

ف۷ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی مال خرچ کرنے کی جو تاکید سُنتے ہو یہ نہ سمجھو کہ اللہ یا اُس کا رسُول مانگتا ہے۔ نہیں۔ یہ تمہارے بھلے کو فرماتا ہے۔ پھر ایک کے ہزار ہزار پاؤ گے۔ ورنہ اللہ کو اور اُس کے رسُول کو کیا پروا ہے"

ف۸ یعنی اللہ تعالیٰ جس حکمت و مصلحت سے بندوں کو خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے اُس کا حاصل ہونا کچھ تم پر منحصر نہیں۔ فرض کیجئے تم اگر بخل کرو اور اُس کے حکم سے رُوگردانی کروگے وہ تمہاری جگہ کوئی دوسری قوم کھڑی کر دیگا جو تمہاری طرح بخیل نہ ہوگی بلکہ نہایت فراخ دلی سے اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی راہ میں خرچ کریگی۔ بہرکیف اللہ کی حکمت و مصلحت تو پوری ہو کر رہیگی۔ ہاں تم اس سعادت سے محروم ہو جاؤ گے۔ حدیث میں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسُول اللہ! وہ دوسری قوم کون ہے جسکی طرف اشارہ ہوا ہے۔ آپؐ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "اس کی قوم" اور فرمایا "خدا کی قسم اگر ایمان ثریّا پر جا پہنچے تو فارس کے لوگ وہاں سے بھی اُس کو اُتار لائینگے"۔ الحمد للہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُس بےنظیر ایثار اور جوشِ ایمانی کا ثبوت دیا کہ اُن کی جگہ دوسری قوم کو لانے کی نوبت نہ آئی۔ تاہم فارس والوں نے اسلام میں داخل ہو کر علم اور ایمان کا وہ شاندار مظاہرہ کیا اور ایسی زبردست دینی خدمات انجام دیں جنہیں دیکھ کر ہر شخص کو ناچار اقرار کرنا پڑتا ہے کہ بیشک حضورؐ کی پیشین گوئی کے موافق یہ ہی قوم تھی جو بوقت ضرورت عرب کی جگہ پُر کر سکتی تھی۔ ہزارہا علماء و ائمہ سے قطع نظر کرکے تنہا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا وجود ہی اس پیشینگوئی کے صدق پر کافی شہادت ہے۔ بلکہ اس بشارتِ عظمیٰ کے کامل اور اوّلین مصداق امام صاحب ہی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ تمّ سورۃ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" بتوفیقہ واعانتہ فلہ الحمد والمنّۃ۔

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ ۖ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ
سو تم بودے نہ ہوئے جاؤ اور لگو پکارنے صلح ف۱ اور تم ہی رہوگے غالب اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور

يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۝٣٥ اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ ۭ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا
نقصان نہ دیگا تم کو تمہارے کاموں میں ف۲ یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشا اور اگر تم یقین لاؤ گے

وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔــلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ ۝٣٦ اِنْ يَّسْـَٔـلْكُمُوْهَا
اور بچ کر چلوگے دیگا تم کو تمہارا بدلہ اور نہ مانگے گا تم سے مال تمہارے ف۳ اگر مانگے تم سے وہ مال

فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ ۝٣٧ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَاۗءِ تُدْعَوْنَ
پھر تم کو تنگ کرے تو بخل کرنے لگو اور ظاہر کر دے تمہارے دل کی خفگیاں ف۴ سُنتے ہو تم لوگ، تم کو بُلاتے ہیں

لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ
کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں ف۵ پھر تم میں کوئی ایسا ہے کہ نہیں دیتا اور جو کوئی نہ دیگا سو نہ دے گا

عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ
آپ کو ف۶ اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو ف۷ اور اگر تم پھر جاؤ گے تو بدل لیگا

قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۙ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝٣٨
اور لوگ تمہارے سوائے پھر وہ نہ ہونگے تمہاری طرح کے ف۸

سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ
سورۂ فتح مدینہ میں نازل ہوئی اس کی اُنتیس آیتیں ہیں اور چار رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝١ۙ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ
ف۹ ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ

وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝٢ۙ وَّ
اور جو پیچھے رہے ف۱۰ اور پورا کر دے تجھ پر اپنا احسان ف۱۱ اور چلائے تجھ کو سیدھی راہ ف۱۲ اور

ف۹ اس سورۃ کی مختلف آیات میں متعدد واقعات کی طرف اشارہ ہے بغرض سہولت فہم اُن کو مختصر اً یہاں لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (الف) آنحضرت صلعم نے مدینہ میں خواب دیکھا کہ ہم مکّہ میں امن و امان کے ساتھ داخل ہوئے اور عمرہ کرکے حلق و قصر کیا۔ آپؐ نے یہ خواب صحابہ سے بیان فرمایا۔ گو آپؐ نے مدت کی تعیین نہیں فرمائی تھی، مگر شدتِ اشتیاق سے اکثروں کا خیال اس طرف گیا کہ امسال عمرہ میسّر ہوگا۔ اور اتفاقاً آپؐ کا قصد بھی عمرہ کا ہو گیا۔ (ب) آپؐ تقریباً ڈیڑھ ہزار آدمیوں کو ہمراہ لیکر بغرض عمرہ مکّہ کی طرف روانہ ہوئے اور "ہدی" بھی آپ کے ساتھ تھی۔ یہ خبر مکّہ پہنچی تو قریش نے بہت سا مجمع کرکے اتفاق کر لیا کہ آپؐ کو مکّہ میں نہ آنے دینگے۔ حالانکہ اُنکے ہاں حج و عمرہ سے دشمن کو بھی روکا نہیں جاتا تھا۔ بہرحال "حُدیبیہ" پہنچ کر جو مکّہ سے قریب ہے آپکی اُونٹنی بیٹھ گئی اور کسی طرح اُٹھنے کا نام نہ لیا۔ آپؐ نے فرمایا "حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ" اور فرمایا کہ خدا کی قسم اہلِ مکّہ مجھ سے جس بات کا مطالبہ کرینگے جس میں حُرمات اللہ کی تعظیم قائم رہے میں منظور کرونگا۔ آخر آپؐ نے وہیں قیام فرمایا (اُسی مقام کو آجکل "شمسیہ" کہتے ہیں) (ج) آپؐ نے مکّہ والوں کے پاس قاصد بھیجا کہ ہم لڑنے نہیں آئے، ہم کو آنے دو، عمرہ کرکے چلے جائینگے جب اس کا کچھ جواب نہ ملا تو آپؐ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وہ ہی پیام دیکر بھیجا اور بعض مسلمان مرد و عورت جو مکّہ میں مغلوب و مظلوم تھے اُن کو بشارت پہنچائی کہ اب عنقریب مکّہ میں اسلام غالب ہو جائیگا۔ حضرت عثمانؓ کو قریش نے روک لیا۔ اُن کی واپسی میں جو دیر لگی یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمانؓ قتل کر دیئے گئے۔ اس وقت آپؐ نے اس خیال سے کہ شاید لڑائی کا موقع ہو جائے سب صحابہ سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر جہاد کی

بقیہ فوائد صفحہ ۶۷۸ - بیعت لی۔ جب قریش نے بیعت کی خبر سُنی ڈر گئے اور حضرت عثمانؓ کو واپس بھیج دیا (د) پھر مکّہ کے چند رؤسا بغرض صلح آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صلحنامہ لکھنا قرار پایا۔ اس سلسلہ میں بعض اُمور پر بحث و تکرار بھی ہوئی اور مسلمانوں کو غصّہ اور جوش آیا کہ تلوار سے معاملہ ایک طرف کر دیا جائے لیکن آخر حضورؐ نے مکہ والوں کے اصرار کے موافق سب باتیں منظور فرمالیں اور مسلمانوں نے بھی بے انتہا ضبط و تحمل سے کام لیا اور صلحنامہ تیار ہوگیا جس میں ایک شرط کفار کی طرف سے یہ تھی کہ آپ اس سال واپس چلے جائیے اور سال آئندہ غیر مسلح آکر عمرہ کر لیجئے۔ اور یہ کہ فریقین میں دس سال تک لڑائی نہ ہوگی۔ اس مُدت میں جو مرد ہمارے ہاں سے تمہارے پاس جائے اُسے آپ اپنے پاس نہ رکھیں۔ اور جو تمہارا آدمی ہمارے ہاں آیگا ہم واپس نہ کرینگے۔ صلح کا تمام معاملہ طے ہو جانے پر آپؐ نے "حُدیبیہ" ہی میں ہدی کا جانور ذبح کیا اور حلق و قصر کرکے احرام کھول دیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ (ھ) راستہ ہی میں یہ سُورۃ (الفتح) نازل ہوئی۔ اور یہ سب واقعہ اواخر ۶ھ میں پیش آیا۔ (و) "حُدیبیہ" سے واپس تشریف لاکر اوائل ۷ھ میں آپؐ نے "خیبر" فتح کیا جو مدینہ سے شمالی جانب چار منزل پر شام کی سمت یہود کا ایک شہر تھا۔ اس حملہ میں کوئی شخص اُن صحابہ کے علاوہ شریک نہ تھا جو "حُدیبیہ" میں آپ کے ہمراہ تھے۔ (ز) سال آئندہ یعنی ذیقعدہ ۷ھ میں آپ حسب معاہدہ عمرۃ القضاء کیلئے تشریف لے گئے اور امن و امان کے ساتھ مکہ پہنچ کر عمرہ ادا فرمایا۔ (ح) عہدنامہ میں جو دس سال تک لڑائی بند رکھنے کی شرط تھی قریش نے نقض عہد کیا۔ آپؐ نے مکّہ پر چڑھائی کر دی اور رمضان ۸ھ میں اُس کو فتح کر لیا۔

يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝۳ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ

مدد کرے تیری اللہ زبردست مدد ف۱ وہی ہے جس نے اتارا اطمینان دل میں

الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ۭ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ

ایمان والوں کے تاکہ اور بڑھ جائے اُنکو ایمان اپنے ایمان کے ساتھ ف۲ اور اللہ کے ہیں سب لشکر آسمانوں کے اور

الْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۴ لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

زمین کے اور اللہ ہے خبردار حکمت والا ف۳ تاکہ پہنچادے ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ۭ

باغوں میں بہتی ہیں اُن کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں اُن میں اور اُتار دی اُن پر سے اُن کی بُرائیاں ف۴

وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۵ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ

اور یہ ہے اللہ کے یہاں بڑی مُراد ملنی ف۵ اور تاکہ عذاب کرے دغاباز مردوں کو اور دغاباز عورتوں کو

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّاۗنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۭ عَلَيْهِمْ دَاۗىِٕرَةُ

اور شرک والے مردوں اور شرک والی عورتوں کو ف۶ جو اٹکلیں کرتے ہیں اللہ پر بُری اٹکلیں ف۷ انہی پر پڑے پھیر

السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ

مصیبت کا ف۸ اور غصّہ ہوا اللہ اُن پر اور لعنت کی اُن کو اور تیار کی اُن کے واسطے دوزخ اور بُری

مَصِيْرًا ۝۶ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝۷

جگہ پہنچے اور اللہ کے ہیں سب لشکر آسمانوں کے اور زمین کے اور ہے اللہ زبردست حکمت والا ف۹

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝۸ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ

ہم نے تجھ کو بھیجا احوال بتانے والا اور خوشی اور ڈر سنانیوالا ف۱۰ تاکہ تم لوگ یقین لاؤ اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور

تُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ

اسکی مدد کرو اور اسکی عظمت رکھو ف۱۱ اور اُس کی پاکی بولتے رہو صبح اور شام ف۱۲ تحقیق جو لوگ

يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ

بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ کا ہاتھ ہے اُوپر اُن کے ہاتھ کے ف۱۳ پھر جو کوئی قول توڑے

ف۱ "حُدیبیہ" کی صلح بظاہر ذلت و مغلوبیت کی صلح نظر آتی ہے اور شرائط صلح پڑھکر بادی النظر میں یہ ہی محسوس ہوتا ہے کہ تمام جھگڑوں کا فیصلہ کفار قریش کے حق میں ہوا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی صلح کی ظاہری سطح دیکھ کر سخت محزون و مضطرب تھے۔ وہ خیال کرتے تھے کہ اسلام کے چودہ پندرہ سو سرفروش سپاہیوں کے سامنے قریش اور اُنکے طرفداروں کی جمعیت کیا چیز ہے۔ کیوں تمام نزاعات کا فیصلہ تلوار سے نہیں کر دیا جاتا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں اُن احوال و نتائج کو دیکھ رہی تھیں جو دوسروں کی نگاہوں سے اوجھل تھے اور اللہ نے آپ کا سینہ سخت سے سخت ناخوشگوار واقعات پر تحمل کرنے کے لیے کھول دیا تھا۔ آپؐ بے مثال استغناء اور توکل و تحمل کے ساتھ اُنکی ہر شرط قبول فرماتے رہے اور اپنے اصحاب کو "اللہ و رسولہٗ اعلم" کہہ کر تسلّی دیتے رہے یعنی اللہ اور اُس کا رسول زیادہ جانتا ہے۔ تا آنکہ یہ سورۃ نازل ہوئی اور خداوند قدوس نے اس صلح اور فیصلہ کا نام "فتح مبین" رکھا لوگ اس پر بھی تعجب کرتے تھے کہ یارسول اللہ کیا یہ فتح ہے فرمایا ہاں بہت بڑی فتح۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کی بیعت جہاد اور معمولی چھیڑ چھاڑ کے بعد کفار معاندین کا مرعوب ہوکر صلح کی طرف جُھکنا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا باوجود جنگ اور انتقام پر کافی قدرت رکھنے کے ہر موقع پر اغماض اور عفو و درگذر سے کام لینا اور محض تعظیم بیت اللہ کی خاطر اُنکے بیہودہ مطالبات پر قطعاً برافروختہ نہ ہونا۔ یہ واقعات ایک طرف اللہ کی خصوصی مدد و رحمت کے استجلاب کا ذریعہ بنتے تھے اور دوسری جانب دشمنوں کے قلوب پر اسلام کی اخلاقی اور روحانی طاقت اور پیغمبر علیہ السلام کی شان پیغمبری کا سکہ بٹھلا رہے تھے۔ گو عہد نامہ لکھتے وقت ظاہر بینوں کو کفار کی جیت نظر آتی تھی۔ لیکن ٹھنڈے دل سے فرصت میں بیٹھ کر غور کرنیوالے خوب سمجھتے تھے کہ فی الحقیقت تمام تر فیصلہ حضورؐ کے حق میں ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام "فتح مُبین" رکھ کر متنبہ کر دیا کہ یہ صلح اس وقت بھی فتح ہے اور آئندہ کے لئے بھی آپکے حق میں بیشمار فتوحات ظاہری و باطنی کا دروازہ کھولتی ہے۔ اس صلح کے بعد کافروں اور مسلمانوں کو باہم اختلاط اور بے تکلف ملنے جُلنے کا موقع ہاتھ آیا۔ کفار مسلمانوں کی زبان سے اسلام کی باتیں سُنتے اور اُن مقدس مسلمانوں کے احوال و اطوار کو دیکھتے تو خود بخود ایک کشش اسلام کی طرف ہوتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صلح "حُدیبیہ" سے فتح مکہ تک یعنی تقریباً دو سال کی مُدت میں اتنی کثرت سے لوگ مشرف باسلام ہوئے کہ کبھی اس قدر نہ ہوئے تھے۔ خالد بن الولید اور عمرو بن العاص جیسے نامور صحابہ اسی دوران میں اسلام کے حلقہ بگوش بنے۔ یہ جسموں کو نہیں، دلوں کو فتح کر لینا اسی صلح حُدیبیہ کی اعظم ترین برکت تھی۔ اب جماعت اسلام چاروں طرف اس قدر پھیل گئی اور اتنی بڑھ گئی تھی کہ مکہ معظمہ کو فتح کرکے ہمیشہ کے لئے شرک کی گندگی سے پاک کر دینا بالکل سہل ہوگیا۔ "حُدیبیہ" میں حضورؐ کے ہمراہ صرف ڈیڑھ ہزار جانباز تھے لیکن دو برس کے بعد مکہ معظمہ کی فتح عظیم کے وقت دس ہزار کا لشکر جرار آپکے ہمرکاب تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ نہ صرف فتح مکہ اور فتح خیبر، بلکہ آئندہ کی کل فتوحات اسلامیہ کے لئے صلح حُدیبیہ بطور اساس و بنیاد اور زرین دیباچہ کے تھی۔ اور اس تحمل و توکل اور تعظیم حُرُمات اللہ کی بدولت جو صلح کے سلسلہ میں ظاہر ہوئی۔ جن علوم و معارف قدسیہ اور باطنی مقامات و مراتب کا فتح باب ہوا ہوگا اسکا اندازہ تو کون کر سکتا ہے۔ ہاں تھوڑا سا اجمالی اشارہ حق تعالیٰ نے ان آیتوں میں فرمایا ہے یعنی جیسے سلاطین دنیا کسی بہت بڑے فاتح جنرل کو خصوصی اعزاز و اکرام سے نوازتے ہیں، خداوند قدوس نے اس فتح مُبین کے صلہ میں آپ کو چار چیزوں سے سرفراز فرمایا۔ جن میں پہلی چیز غفران ذنوب ہے (ہمیشہ سے ہمیشہ تک کی سب کوتاہیاں جو آپکے مرتبہ رفیع کے اعتبار سے کوتاہی سمجھی جائیں بالکلیہ معاف ہیں) یہ بات اللہ تعالیٰ نے اور کسی بندہ کے لئے نہیں فرمائی مگر حدیث میں آیا ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد حضورؐ اس قدر عبادت اور محنت کرتے تھے کہ راتوں کو کھڑے کھڑے پاؤں سُوج جاتے تھے۔ اور لوگوں کو دیکھ کر رحم آتا تھا۔ صحابہ عرض کرتے کہ یارسول اللہ آپ اس قدر محنت کیوں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو آپ کی سب اگلی پچھلی خطائیں معاف فرما چکا۔ فرماتے "اَفَلَآ اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا" (تو کیا میں اُس کا شکرگذار بندہ نہ بنوں) ظاہر ہے

(بقیہ برصفحہ ۶۸۰)

بقیہ فوائد صفحہ ۶۷۸ - اللہ تعالیٰ بھی ایسی بشارت اُسی بندہ کو سنائینگے جو سُنکر نڈر نہ ہو جائے بلکہ اور زیادہ خدا تعالیٰ سے ڈرنے لگے۔ شفاعت کی طویل حدیث میں ہے کہ جب مخلوق
جمع ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کے پاس جائیگی تو وہ فرمائینگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ جو خاتم النبیین ہیں اور جنکی اگلی پچھلی سب خطائیں اللہ تعالیٰ معاف کر چکا ہے (یعنی اس مقام شفاعت
میں اگر بالفرض کوئی تقصیر بھی ہو جائے تو وہ بھی عفو عام کے تحت میں پہلے ہی آچکی ہے) بجز اُنکے اور کسی کا یہ کام نہیں۔ **ف۱۱** یعنی صرف تقصیرات سے درگذر نہیں بلکہ جو کچھ
ظاہری و باطنی اور مادی و رُوحی انعام و احسان اب تک ہو چکے ہیں اُن کی پوری تکمیل و تتمیم کیجائیگی۔ **ف۱۲** یعنی تجھ کو ہدایت و استقامت کی سیدھی راہ پر ہمیشہ قائم رکھیگا۔
معرفت و شہود کے غیر محدود مراتب پر فائز ہونے اور ابدان و قلوب پر اسلام کی حکومت قائم کرنیکی راہ میں تیرے لئے کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو سکیگی۔ لوگ جوق در جوق تیری ہدایت سے اسلام
کے سیدھے راستہ پر آئینگے۔ اور اس طرح تیرے اجور و حسنات کے ذخیرہ میں بیشمار اضافہ ہوگا۔ **فوائد صفحہ ۶۷۹ - ف۱** یعنی اللہ کی ایسی مدد آئیگی جسے کوئی نہ روک
سکیگا نہ دبا سکیگا۔ اور اُسی کی مدد سے فتح و ظفر تیرے قدموں کے ساتھ ساتھ ہوگی۔ سورۂ "نصر" میں فرمایا کہ جب خدا کی طرف سے مدد اور فتح آجائے اور لوگ دین الٰہی میں فوج در
فوج داخل ہونے لگیں تو اللہ کی تسبیح و تحمید اور اُس سے استغفار کیجئے۔ ظاہر ہے کہ اس فتح مبین پر بھی آپنے استغفار کیا ہوگا تو اس کے جواب میں "لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ" الخ کا مضمون اور بھی زیادہ صاف ہو جاتا ہے۔ نبّہ علیہ ابن جریر رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ف۲ اطمینان اتارا۔ یعنی باوجود خلاف طبع ہونے کے رسُول کے حکم پر جمے رہے۔ ضدی کافروں کے ساتھ ضد نہیں کرنے لگے۔ اس کی برکت سے اُن کے ایمان کا درجہ بڑھا۔ اور مراتب عرفان و ایقان میں ترقی ہوئی۔ انہوں نے اوّل بیعت جہاد کر کے ثابت کر دیا تھا کہ ہم اللہ کی راہ میں لڑنے مرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ ایمان کا ایک رنگ تھا اُسکے بعد جب پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کے جذبات کے خلاف اللہ کے حکم سے صلح منظور کر لی تو اُنکے ایمان کا دوسرا رنگ یہ تھا کہ اپنے پُرجوش جذبات و عواطف کو زور سے دبا کر اللہ و رسُول کے فیصلہ کے آگے گردن انقیاد خم کر دی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوا عنہ۔

ف۳ یعنی وہ ہی جانتا ہے کہ کس وقت قتال کا حکم دینا تمہارے لیے مصلحت ہے اور کس موقع پر قتال سے باز رکھنا اور صلح کرنا حکمت ہے تم کو اگر قتال کا حکم ہو تو کبھی کفار کی کثرت کا خیال کر کے پس و پیش نہ کرنا کیونکہ آسمان و زمین کے لشکروں کا مالک وہ ہی ہے جو تمہاری قلت کے باوجود اپنے غیبی لشکروں سے مدد کر سکتا ہے جیسے "بدر" "احزاب" اور "حنین" وغیرہ میں کی۔ اور اگر صلح کرنے اور قتال سے رُکنے کا حکم دے تو اسی کی تعمیل کرو۔ یہ خیال نہ کرنا کہ افسوس صلح ہو گئی اور کفار بچ نکلے اُن کو سزا نہ ملی اگر قتال کا حکم ہو جاتا تو ہم اِن کو ہلاک کر ڈالتے۔ کیونکہ اُن کا ہلاک ہونا کچھ تم پر موقوف نہیں۔ ہم چاہیں تو اپنے دوسرے لشکروں سے ہلاک کر سکتے ہیں۔ بہرحال زمین و آسمان کے لشکروں کا مالک اگر صلح کا حکم دیگا تو ضرور اُسی میں بہتری اور حکمت ہوگی۔

ف۴ جب حضورؐ نے "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا" الخ پڑھ کر صحابہ کو سنائی تو انہوں نے آپ کی خدمت میں مبارکباد عرض کی اور کہا، یا رسُول اللہ! یہ تو آپ کے لئے ہوا۔ ہمارے لئے کیا ہے۔ اُس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں یعنی اللہ نے اطمینان و سکینہ اتار کر مومنین کا ایمان بڑھایا۔ تا انہیں نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ جنت میں داخل کرے اور اُن کی برائیوں اور کمزوریوں کو معاف فرمادے۔ حدیث میں ہے کہ جن اصحاب نے حُدیبیہ میں بیعت کی اُن میں سے ایک بھی دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ (تنبیہ) مؤمنات کا ذکر تعمیم کے لئے ہے یعنی مرد ہو یا عورت کسی کی محبت اور ایمانداری ضائع نہیں

فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ

سو توڑتا ہے اپنے نقصان کو اور جو کوئی پورا کرے اس چیز کو جس پر اقرار کیا اللہ سے تو وہ اُس کو دیگا

اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۰﴾ ع سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ

بدلہ بہت بڑا **ف۱** اب کہیں گے تجھ سے پیچھے رہ جانیوالے گنوار ہم کام میں لگے

اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ

رہ گئے اپنے مالوں کے، اور گھر والوں کے، سو ہمارا گناہ بخشوا **ف۲** وہ کہتے ہیں اپنی زبان سے جو اُن کے

قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا

دل میں نہیں **ف۳** تو کہہ کس کا کچھ بس چلتا ہے اللہ سے تمہارے واسطے اگر وہ چاہے تمہارا نقصان

اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۭ بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۱﴾ بَلْ ظَنَنْتُمْ

یا چاہے تمہارا فائدہ بلکہ اللہ ہے تمہارے سب کاموں سے خبردار **ف۴** کوئی نہیں تم نے تو

اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ

خیال کیا تھا کہ پھر کر نہ آئے گا رسُول اور مسلمان اپنے گھر کبھی اور کھُب گیا

فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ ښ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۲﴾ وَمَنْ لَّمْ

تمہارے دل میں یہ خیال اور اٹکل کی تم نے بُری اٹکلیں اور تم لوگ تھے تباہ ہونیوالے **ف۵** اور جو کوئی

يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ﴿۱۳﴾ وَلِلّٰهِ

یقین نہ لائے اللہ پر اور اُس کے رسُول پر تو ہم نے تیار کر رکھی ہے منکروں کے واسطے دہکتی آگ اور اللہ کیلئے ہے

مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

راج آسمانوں کا اور زمین کا بخشے جس کو چاہے اور عذاب میں ڈالے جس کو چاہے

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۴﴾ سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى

اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان **ف۶** اب کہیں گے پیچھے رہ گئے ہوئے جب تم چلو گے غنیمتیں

مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ ۚ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ۭ

لینے کو چھوڑو ہم بھی چلیں تمہارے ساتھ چاہتے ہیں کہ بدل دیں اللہ کا کہا

منزل ۶

جاتی۔ احادیث سے ثابت ہے کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اس سفر میں حضورؐ کے ہمراہ تھیں۔ **ف۵** بعض نقال صُوفی یا کوئی مغلوب الحال بزرگ کہدیا کرتے ہیں کہ جنّت
طلب کرنا ناقصوں کا کام ہے یہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے ہاں یہ ہی بڑا کمال ہے۔ **ف۶** یعنی مومنین کے دلوں میں صلح کی طرف سے اطمینان پیدا کر کے اسلام کی جڑ مضبوط
کر دی اور اسلامی فتوحات و ترقیات کا دروازہ کھول دیا جو انجام کار سبب ہے کافروں اور منافقوں پر مصیبت ٹوٹنے اور اُن کو پوری طرح سزا ملنے کا۔ **ف۷** "بُری اٹکلیں" یہ کہ
مدینہ سے چلتے وقت منافق (بجز ایک جُدّ بن قیس کے) مسلمانوں کے ساتھ نہیں آئے، بہانے کر کے بیٹھ رہے۔ دل میں سوچا کہ مڈبھیڑ ضرور ہو کر رہیگی۔ یہ مسلمان لڑائی میں تباہ ہونگے۔ ایک
بھی زندہ واپس نہ آئیگا۔ کیونکہ وطن سے دُور، فوج کم، اور دشمن کا دیس ہوگا ہم کیوں ان کے ساتھ اپنے کو ہلاکت میں ڈالیں۔ اور کفار مکہ نے یہ خیال کیا کہ مسلمان بظاہر "عمرے" کے نام سے آرہے
ہیں اور فریب و دغا سے چاہتے ہیں کہ مکہ معظمہ ہم سے چھین لیں۔ **ف۸** یعنی زمانہ کی گردش اور مصیبت کے چکر میں آکر رہینگے کہاں تک احتیاطیں اور پیش بندیاں کریں گے۔
ف۹ یعنی وہ سزا دینا چاہے تو کون بچا سکتا ہے۔ خدائی لشکر ایک لمحہ میں پیس کر رکھ کرے۔ مگر وہ زبردست ہونے کے ساتھ حکمت والا بھی ہے حکمت الٰہی مقتضی نہیں کہ فوراً ہاتھوں ہاتھ
ان کا استیصال کیا جائے۔ **ف۱۰** یعنی آپ اللہ کے فرمانبرداروں کو خوشی اور نافرمانوں کو ڈر سُناتے ہیں اور خود اپنے احوال بتلاتے ہیں جیسے "اِنَّا فَتَحْنَا" سے یہاں تک تینوں

(بقیہ صفحہ ۶۸۱)

بقیہ فوائد صفحہ ۶۷۹ - قسم کے مضامین آچکے - اور آخرت میں بھی اپنی اُمت پر نیز انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دینگے۔ ف۱۱ تُعَزِّرُوْہُ اور تُوَقِّرُوْہُ کی ضمیریں اگر اللہ کی طرف راجع ہوں تو اللہ کی مدد کرنے سے مُراد اُس کے دین اور پیغمبر کی مدد کرنا ہے اور اگر رسُول کی طرف راجع ہوں تو پھر کوئی اشکال نہیں۔ ف۱۲ یعنی اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو۔ خواہ نمازوں کے ضمن میں یا نمازوں سے باہر۔ ف۱۳ لوگ حضورؐ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر بیعت کرتے تھے۔ اسکو فرمایا کہ نبی کے ہاتھ پر بیعت کرنا گویا خدا سے بیعت کرنا ہے کیونکہ حقیقت میں نبی خدا ہی کی طرف سے بیعت لیتا ہے اور اُسی کے احکام کی تعمیل و تاکید بیعت کے ذریعہ سے کراتا ہے۔ فہذا کما قال "مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" (نساء۔ رکوع ۱۱) وکما قال "وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى" (انفال۔ رکوع ۲) جب بیعت نبوی کی حقیقت یہ ہوئی تو یقیناً خدا تعالیٰ کا دستِ شفقت و حمایت اُنکے ہاتھوں کے اُوپر ہوگا۔ (تنبیہ) حضورؐ صحابہ سے کبھی اسلام پر کبھی جہاد پر کبھی کسی دوسرے امرِ خیر پر بیعت لیتے تھے۔ صحیح مسلم میں "دعلی الخیر" کا لفظ آیا ہے۔ مشائخ طریقت کی بیعت اگر بطریق مشروع ہو تو اسی لفظ کے تحت میں مندرج ہوگی۔ "حُدَیبیہ" میں اس بات پر بیعت لی گئی کہ مرتے دم تک میدانِ جہاد سے نہیں بھاگیں گے۔ فوائد صفحہ ۶۸۰ - ف۱ یعنی بیعت کے وقت جو قول و قرار کیا ہے، اگر کوئی اُس کو توڑیگا تو اپنا ہی نقصان کریگا۔ اللہ و رسُول کو کچھ ضرر نہیں پہنچتا۔ اسی کو عہد شکنی کی سزا ملیگی۔ اور جس نے استقامت دکھلائی اور اپنے عہد و پیمان کو مضبوطی کے ساتھ پورا کیا تو اُس کا بدلہ بھی بہت پورا ملیگا۔

قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ

توکہدے تم ہمارے ساتھ ہرگز نہ چلوگے یونہی کہہ دیا اللہ نے پہلے سے ف۱ پھر اب کہیں گے نہیں

تَحْسُدُوْنَنَا ۭ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝١٥ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ

تم تو جلتے ہو ہمارے فائدہ سے ف۲ کوئی نہیں پر وہ نہیں سمجھتے ہیں مگر تھوڑا سا ف۳ کہدے پیچھے رہ جانے والے

مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ

گنواروں سے آیندہ تم کو بلائیں گے ایک قوم پر بڑے سخت لڑنے والے تم اُن سے لڑوگے

اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا

یا وہ مسلمان ہونگے پھر اگر حکم مانوگے دیگا تم کو اللہ بدلہ اچھا ف۴ اور اگر پلٹ جاؤگے جیسے

تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٦ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ

پلٹ گئے تھے پہلی بار دیگا تم کو ایک عذاب دردناک ف۵ اندھے پر تکلیف نہیں

وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف ف۶ اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا

وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّ

اور اُس کے رسُول کا اُس کو داخل کریگا باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو کوئی پلٹ جائے

يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝١٧ ع۲ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ

اُس کو عذاب دیگا دردناک ف۷ تحقیق اللہ خوش ہوا ایمان والوں سے جب

يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ

بیعت کرنے لگے تجھ سے اُس درخت کے نیچے ف۸ پھر معلوم کیا جو اُن کے جی میں تھا ف۹ پھر اُتارا اُن پر

عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝١٨ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَ

اطمینان اور انعام دیا اُنکو ایک فتح نزدیک اور بہت غنیمتیں جن کو وہ لینگے ف۱۰ اور

كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝١٩ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا

ہے اللہ زبردست حکمت والا ف۱۱ وعدہ کیا ہے تم سے اللہ نے بہت غنیمتوں کا کہ تم اُن کو لوگے

ف۲ مدینہ سے روانہ ہوتے وقت آپؐ نے اپنی روانگی کا اعلان کر دیا اور مسلمانوں کو ساتھ چلنے کے لئے اُبھارا تھا۔ شاید قرائن سے آپ کو بھی لڑائی کا احتمال ہو۔ اُس پر دیہاتی گنوار جن کے دلوں میں ایمان راسخ نہ ہوا تھا، جان چُرا کر بیٹھ رہے۔ اور آپس میں کہنے لگے کہ بھلا ہم ایسی قوم کی طرف جائینگے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر (مدینہ) میں آکر اُنکے کتنے ساتھیوں کو قتل کر گئی۔ اب ہم اُسکے گھر جاکر اُس سے لڑینگے؟ تم دیکھ لینا اب یہ اور انکے ساتھی اس سفر سے واپس آنیوالے نہیں سب وہیں کھیت رہینگے۔ ان آیات میں حق تعالیٰ نے اُنکے نفاق کا پردہ فاش کیا ہے آپ کو مدینہ پہنچنے سے قبل راستہ میں بتلا دیا کہ تمہارے صحیح و سالم واپس جانے پر وہ لوگ اپنی غیر حاضری کے جھوٹے عذر اور حیلے بہانے کرتے ہوئے آئینگے، اور کہیں گے کہ کیا کہئے ہم کو گھربار کے دھندوں سے فرصت نہ ملی۔ کوئی ہمارے پیچھے مال اور اہل و عیال کی خبر لینے والا نہ تھا بہرحال ہم سے کوتاہی ضرور ہوئی۔ اب اللہ سے ہمارا قصور معاف کرا دیجئے۔

ف۳ یعنی دل میں جانتے ہیں کہ یہ عذر بالکل غلط ہے اور استغفار کی درخواست کرنا بھی محض ظاہر داری کے لئے ہے، سچے دل سے نہیں وہ دل میں نہ اس کو گناہ سمجھتے ہیں نہ آپ پر اعتقاد رکھتے ہیں۔

ف۴ یعنی ہر طرح کا نفع و نقصان اللہ کے قبضہ میں ہے جسکی مشیت و ارادہ کے سامنے کسی کا کچھ بس نہیں چلتا۔ اُس کو منظور نہیں تھا کہ تم کو اس سفر مبارک کی شرکت کے فوائد نصیب ہوں۔ نہ اب یہ منظور ہے کہ میں تمہارے لئے استغفار کروں۔ اُس نے تمہاری حیلہ تراشی سے قبل ہی ہم کو ان جھوٹے اعذار پر مطلع کر دیا تھا۔ بہرحال اُس نے ارادہ کر لیا ہے کہ تمہارے اعمال و حرکات کی بدولت "غزوۂ حُدَیبیہ" کی گوناگوں برکات و فوائد کیطرف سے تم کو نقصان اور گھاٹے میں رکھے۔ اور ہاں تم کہتے ہو کہ اپنے مال اور گھر والوں کی حفاظت کی وجہ سے سفر میں نہ جا سکے، تو کیا خدا اگر تمہارے مال و اولاد وغیرہ میں نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے۔ تم گھر میں رہ کر اُسے روک دوگے۔ یا فرض کرو اللہ تم کو کچھ فائدہ مال و عیال میں پہنچانا چاہے اور تم سفر میں ہو، تو کیا اُسے کوئی روک سکتا ہے۔ جب نفع و نقصان کو کوئی روک نہیں سکتا تو اللہ اور اسکے رسُول کی خوشنودی کے مقابلہ میں ان چیزوں کی پروا کرنا محض حماقت و ضلالت ہے۔ ان حیلوں بہانوں سے مت سمجھو کہ ہم اللہ کو خوش کر لینگے بلکہ یاد رکھو اللہ تمہارے سب کھلے چھپے اعمال و احوال کی پوری خبر رکھتا ہے۔ ف۵ یعنی واقع میں تمہارے نہ جانے کا سبب یہ نہیں جو بیان کر رہے ہو بلکہ تمہارا خیال یہ تھا کہ اب پیغمبر اور مسلمان اس سفر سے بچکر واپس نہ آئینگے۔ یہ ہی تمہاری دلی آرزو تھی اور یہ غلط اٹکل اور تخمینہ تمہارے دلوں میں خوب جم گیا تھا۔ اسی لئے اپنی حفاظت اور نفع کی صورت تم نے علیحدہ رہنے میں سمجھی۔ حالانکہ یہ صورت تمہارے خسران اور تباہی کی تھی اور اللہ جانتا تھا کہ یہ تباہ و برباد ہونے والے ہیں۔ ف۶ یعنی جس کو وہ بخشنا چاہے، میں کیسے بخشواؤں، ہاں اُس کی مہربانی ہو تو تم کو توبہ کی توفیق مل جائے اور بخشش ہو جائے۔ اُس کی رحمت بہرحال غضب پر سابق ہے۔ فوائد صفحہ ہذا - ف۱ "حُدَیبیہ" سے واپس ہو کر حضورؐ کو "خیبر" پر چڑھائی کرنیکا حکم ہوا۔ جہاں غدار یہود آباد تھے جو بدعہدی کر کے جنگِ "احزاب" میں کافر قوموں کو مدینہ پر چڑھا لائے تھے۔ حق تعالیٰ نے حضورؐ کو خبر دی کہ وہ گنوار جو "حُدَیبیہ" نہیں گئے، اب "خیبر" کے معرکہ میں تمہارے ساتھ چلنے کو کہینگے۔ کیونکہ وہاں خطرہ کم اور غنیمت کی اُمید زیادہ ہے آپ اُن سے فرما دیں کہ تمہاری استدعا سے پیشتر اللہ ہم کو کہہ چکا ہے کہ تم (اس سفر میں) ہمارے ساتھ ہرگز نہیں جاؤگے۔ اندریں صورت کیا تم ہمارے ساتھ جا سکتے ہو۔ اگر جاؤگے تو یہ معنی ہونگے کہ گویا اللہ کا کہا بدل دیا گیا جو کسی طرح ممکن نہیں۔ ف۲ یعنی اللہ نے کچھ بھی نہیں فرمایا۔ محض یہ چاہتے ہو کہ ہمارا فائدہ نہ ہو۔ سب مالِ غنیمت بلا شرکت غیرے تمہارے ہی ہاتھ آجائے۔ ف۳ یعنی بہت تھوڑی سمجھ ہے۔ احمق یہ نہیں سمجھتے کہ مسلمانوں کے زُہد و قناعت کا کیا حال ہے۔ کیا وہ مال کے حریص ہیں؟ جو تم پر حسد کرینگے؟ اور پیغمبر از راہِ حسد خدا پر جھوٹ بول دیگا؟ العیاذ باللہ۔

(باقی صفحہ ۶۸۲)

بقیہ فوائد صفحہ ٦٨١ - ف۴ یعنی ذرا صبر کرو۔ اس لڑائی میں تو نہیں جاسکتے۔ لیکن آگے بہت معرکے پیش آنے ہیں۔ بڑی سخت جنگجو قوموں سے مسلمانوں کے مقابلے ہونگے جن کا سلسلہ اُس وقت تک جاری رہیگا جب تک کہ وہ قومیں مسلمان ہو کر یا جزیہ وغیرہ دیکر اسلام کی مطیع ہو جائیں۔ اگر واقعی تم کو شوق جہاد ہے تو اُس وقت میدان میں آکر دادِ شجاعت دینا اُس موقع پر خدا کا حکم مانو گے تو اللہ بہترین بدلہ دیگا۔ (تنبیہ) "ان جنگجو قوموں" سے "بنو حنیفہ" وغیرہ مُراد ہیں جو "مُسیلمہ کذّاب" کی قوم تھی یا "ہَوازِن" و "ثقیف" وغیرہ جن سے "حنین" میں مقابلہ ہوا یا وہ مرتدین جن پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فوج کشی کی۔ یا فارس و رُوم اور کرد وغیرہ جن سے خلفائے راشدین کے زمانہ میں لڑائیاں ہوئیں۔ اُن میں بہت سے بے لڑے بھڑے مسلمان ہوئے اور مالِ غنیمت بھی بہت آیا۔ ف۵ یعنی جیسے پہلے "حُدیبیہ" جانے سے پیچھے ہٹ گئے تھے اگر آئندہ ان معرکوں سے پیچھے ہٹے تو اللہ سخت دردناک سزا دیگا۔ شاید آخرت سے پہلے دنیا ہی میں مل جائے۔ ف۶ یعنی جہاد اِن معذور لوگوں پر فرض نہیں۔ ف۷ یعنی تمام امور اور معاملات میں عام ضابطہ یہ ہے۔ ف۸ وہ کیکر کا درخت تھا حُدیبیہ میں۔ غالباً "لقد رضی اللہ" الخ فرمانے کی وجہ ہی سے اس بیعت کو "بیعۃ الرضوان" کہتے ہیں۔ شروع سورت میں اس کا مفصل قصّہ گذر چکا۔

فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۚ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً
سو جلدی پہنچا دی تم کو یہ غنیمت ف۱ اور روک دیا لوگوں کے ہاتھوں کو تم سے ف۲ اور تاکہ ایک نمونہ ہو قدرت کا

لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٢٠﴾ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا
مسلمانوں کے واسطے ف۳ اور چلائے تم کو سیدھی راہ ف۴ اور ایک فتح اور جو تمہارے بس میں نہ

عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢١﴾
آئی وہ اللہ کے قابو میں ہے اور اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۵

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ
اور اگر لڑتے تم سے کافر تو پھیرتے پیٹھ پھر نہ پاتے کوئی حمایتی اور

لَا نَصِيْرًا ﴿٢٢﴾ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ښ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ
نہ مددگار ف۶ رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو چلی آتی ہے پہلے سے اور تو ہرگز نہ دیکھے گا

اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ
اللہ کی رسم کو بدلتے ف۷ اور وہی ہے جس نے روک رکھا اُن کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو اُن سے

بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بیچ شہر مکّہ کے بعد اس کے کہ تمہارے ہاتھ لگادیا اُن کو ف۸ اور ہے اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

بَصِيْرًا ﴿٢٤﴾ هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ
دیکھتا ف۹ یہ وہی لوگ ہیں جو منکر ہوئے اور روکا تم کو مسجد حرام سے اور نیاز کی قربانی

مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۗءٌ
کو بھی بند پڑی ہوئی اس بات سے کہ پہنچے اپنی جگہ تک ف۱۰ اور اگر نہ ہوتے کتنے ایک مرد ایمان والے اور کتنی عورتیں

مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ
ایمان والیاں جو تم کو معلوم نہیں یہ خطرہ کہ تم اُن کو پیس ڈالتے پھر تم پر اُن کی وجہ سے خرابی پڑ جاتی

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا
بیخبری سے کہ اللہ کو داخل کرنا ہے اپنی رحمت میں جس کو چاہے ف۱۱ اگر وہ لوگ ایک طرف ہو جاتے تو آفت ڈالتے ہم

ف۹ یعنی ظاہر کا اندیشہ اور دل کا توکّل، حُسنِ نیّت، صدق و اخلاص اور حُبِّ اسلام وغیرہ۔ (تنبیہ) عموماً مفسّرین نے "مَا فِیْ قُلُوْبِھِمْ" سے یہی مُراد لیا ہے۔ مگر ابو حیّان کہتے ہیں کہ صلح اور شرائطِ صلح کی طرف سے دلوں میں جو رنج و غم اور اضطراب تھا وہ مُراد ہے اور آگے "فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ" اس پر زیادہ چسپاں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ف۱۰ یعنی فتح خیبر جو حدیبیہ سے واپسی کے بعد فوراً مل گئی اور مالِ غنیمت بہت آیا جس سے صحابہ آسودہ ہو گئے۔

ف۱۱ یعنی اپنے زور و حکمت سے حُدَیبیہ کی کسر یہاں نکال دی۔ اور اسی طرح کا قصّہ فتح مکّہ اور حُنین میں ہوا۔

فوائد صفحہ ہذا - ف۱ یعنی آگے چل کر بیشمار غنیمتیں ملنے والی ہیں۔ اُن میں کا یہ ایک حصّہ غزوۂ خیبر میں دلوا دیا۔

ف۲ یعنی عام لڑائی نہ ہونے دی۔ اور حُدیبیہ یا خیبر میں کفار کے ہاتھوں سے تم کو کچھ ضرر نہ پہنچنے دیا اور تمہاری غیبت میں تمہارے اہل و عیال وغیرہ پر کوئی دست درازی نہ کر سکا۔

ف۳ یعنی مسلمان سمجھیں کہ اللہ کی قدرت کیسی ہے اور اُن کا درجہ اُس کے ہاں کیا ہے اور یہ کہ اسی طرح آیندہ کے وعدے بھی پورے ہو کر رہیں گے۔

ف۴ یعنی اللہ کے وعدوں پر وثوق اور اُس کی لامحدود قدرت پر بھروسہ ہو گا تو اور زیادہ طاعت و فرمانبرداری کی ترغیب ہو گی یہ ہی سیدھی راہ ہے۔

ف۵ یعنی اس بیعت کے انعام میں فتح خیبر دی۔ اور مکّہ کی فتح جو اُس وقت ہاتھ نہ لگی وہ بھی مل ہی چکی ہے۔ کیونکہ اللہ نے اُس کا وعدہ کر لیا اور فی الحقیقت عالمِ اسباب میں وہ نتیجہ اسی صلح حُدَیبیہ کا ہے۔

ف۶ یعنی لڑائی ہوتی تو تم ہی غالب رہتے اور کفار پیٹھ پھیر کر بھاگتے کوئی مدد کر کے اُن کو آفت سے نہ بچا سکتا۔ مگر اللہ کی حکمت اسی کو مقتضی ہوئی کہ فی الحال صلح ہو جائے۔ اور اسکی عظیم الشان برکات سے مسلمان مستفید ہوں۔

ف۷ یعنی جب اہل حق اور اہل باطل کا کسی فیصلہ کُن موقع پر مقابلہ ہو جائے تو آخر کار اہل حق غالب اور اہل باطل مغلوب و مقہور کئے جاتے ہیں یہی عادت اللہ کی ہمیشہ سے چلی آتی ہے جس میں کوئی تبدیل و تغیر نہیں۔ ہاں یہ شرط ہے کہ اہلِ حق بحیثیت مجموعی پوری طرح حق پرستی پر قائم رہیں۔ اور بعض نے "وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللہِ تَبْدِیْلًا" کے معنی یوں کئے ہیں کہ اللہ کی عادت کوئی دوسرا نہیں بدل سکتا۔ یعنی کسی اور کو قدرت نہیں کہ وہ کام نہ ہونے دے جو سُنّۃ اللہ کے موافق ہونا چاہئے تھا۔ ف۸ مشرکین کی کچھ ٹولیاں "حُدیبیہ" پہنچی تھیں کہ موقع پا کر حضورؐ کو شہید کر دیں یا اکیلے دُکیلے مسلمان کو ستائیں۔ چنانچہ کچھ چھیڑ چھاڑ بھی کی بلکہ ایک مسلمان کو قتل بھی کر ڈالا اور اشتعال انگیز کلمات بکتے پھرے۔ آخر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُن کو زندہ گرفتار کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کر دیا۔ آپؐ نے اُن کو معاف فرما دیا اور کچھ انتقام نہیں لیا۔ آیۂ ہذا میں اسی قسم کے واقعات کی طرف اشارہ ہے۔ اور "بِبَطْنِ مَکَّۃَ" (بیچ شہر مکّہ کے) یعنی شہر کے قریب، گویا شہر کا بیچ ہی سمجھو۔ ف۹ یعنی اُنکی شرارتیں اور تمہارا عفو و تحمل سب کچھ اللہ دیکھ رہا ہے۔ ف۱۰ یعنی حرم کے اُس حصّہ تک قربانی کے جانور پہنچنے نہ دیئے جہاں لیجا کر ذبح کرنیکا عام دستور اور معمول ہے۔ حُدَیبیہ ہی میں رُکے پڑے رہے۔ ف۱۱ یعنی کچھ مسلمان مرد و عورت جو مکّہ میں مظلوم و مقہور تھے اور مسلمان اُن کو پوری طرح جانتے نہ تھے وہ لڑائی میں بیخبری سے پیس دیئے جائینگے۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا تو فی الحال لڑائی کا حکم دیدیا جاتا۔ لیکن ایسا ہوتا تو تم خود اس قومی نقصان پر متاسف ہوتے۔ اور کافروں کو یہ کہنے کا موقع ملتا کہ دیکھو! مسلمان مسلمانوں کو بھی نہیں چھوڑتے۔ اس خرابی کے باعث لڑائی موقوف رکھی گئی تا وہ مسلمان محفوظ رہیں۔ اور تم پر اس بیمثال صبر و تحمل کی بدولت خدا اپنی رحمت نازل فرمائے۔ نیز کافروں

(بقیہ برصفحہ ٦٨٣)

بقیہ فوائد صفحہ ۶۸۲ ۔ ہیں سے جن لوگوں کا اسلام لانا مقدر ہے اُن کو بھی لڑائی کی خطرناک گڑبڑ سے بچا کر اپنی رحمت میں داخل کرلے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اس تمام قصے میں ساری ضد اور کعبہ کی بے ادبی اُن ہی (مشرکین) سے ہوئی۔ تم با ادب رہے انہوں نے عُمرہ والوں کو منع کیا اور قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچنے دی۔ بیشک وہ جگہ اس قابل تھی کہ اُسی وقت تمہارے ہاتھ سے فتح کرائی جاتی، مگر بعض مسلمان مرد و زن مکہ میں چھپے ہوئے تھے اور بعض لوگ جن کا مسلمان ہونا اب مقدر تھا، اس وقت کی فتح مکہ میں وہ پیسے جاتے۔ آخر دو برس کی صلح میں جتنے مسلمان ہونے کو تھے ہو چکے اور نکلنے والے نکل آئے تب اللہ نے مکہ فتح کرادیا"۔

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ یعنی اگر کفار مسلمانوں سے الگ ہوتے اور مسلمان اُن میں رلے ملے نہ ہوتے تو تم دیکھ لیتے کہ ہم مسلمانوں کے ہاتھوں سے کافروں کو کیسی دردناک سزا دلواتے ہیں۔

ف۲ نادانی کی ضد یہی کہ امسال عمرہ نہ کرنے دیا اور یہ کہ جو مسلمان مکہ سے ہجرت کر جائے اُسے پھر واپس بھیجدو۔ اگلے سال عُمرہ کو آؤ تو تین دن سے زیادہ مکہ میں نہ ٹھہرو۔ اور ہتھیار کھلے نہ لاؤ۔ صلح نامہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ لکھو اور بجائے محمد رسول اللہ کے صرف محمد بن عبداللہ تحریر کرو۔ حضرت نے یہ سب باتیں قبول کیں اور مسلمانوں نے سخت انقباض و اضطراب کے باوجود پیغمبر کے

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ

منکروں پر عذاب دردناک کی ف۱ جب رکھی منکروں نے

قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى

اپنے دلوں میں کد نادانی کی ضد پھر اُتارا اللہ نے اپنی طرف کا اطمینان

رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْا اَحَقَّ

اپنے رسُول پر اور مسلمانوں پر ف۲ اور قائم رکھا اُن کو ادب کی بات پر اور وہی تھے اسکے لائق

بِهَا وَاَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾ لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ

اور اُس کام کے اور ہے اللہ ہر چیز سے خبردار ف۳ اللہ نے سچ دکھلایا اپنے رسُول کو

ع ۳/۹ ۱۱

الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ

خواب تحقیقی کہ تم داخل ہو رہو گے مسجد حرام میں اگر اللہ نے چاہا آرام سے

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا

بال مونڈتے ہوئے اپنے سروں کے اور کترتے ہوئے بے کھٹکے ف۴ پھر جانا وہ جو تم نہیں جانتے

فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ

پھر مقرر کردی اُس سے ورے ایک فتح نزدیک ف۵ وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسُول

بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾ ۭ

سیدھی راہ پر اور سچے دین پر ف۶ تاکہ اُوپر رکھے اُس کو ہر دین سے ف۷ اور کافی ہے اللہ حق ثابت کرنیوالا ف۸

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ

محمد رسُول اللہ کا اور جو لوگ اُس کے ساتھ ہیں زور آور ہیں کافروں پر ف۹ نرم دل ہیں آپس میں ف۱۰

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ

تو دیکھے اُن کو رکوع میں اور سجدہ میں ڈھونڈھتے ہیں اللہ کا فضل اور اُسکی خوشی ف۱۱ نشانی اُن کی

فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ڔ وَمَثَلُهُمْ

اُن کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے ف۱۲ یہ شان ہے اُن کی تورات میں اور مثال اُنکی

ارشاد کے آگے سرِ تسلیم جھکا دیا اور بالآخر اُسی فیصلہ پر اُنکے قلوب مطمئن ہو گئے۔

ف۳ یعنی اللہ سے ڈر کر نافرمانی کی راہ سے بچے اور کعبہ کے ادب پر مضبوطی سے قائم رہے۔ اور کیوں نہ رہتے۔ وہ دنیا میں خدائے واحد کے سچے پرستار اور کلمۂ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے زبردست حامل تھے ایک پکا موحد اور پیغمبر کا مطیع و وفادار ہی اپنے جذبات و رُجحانات کو عین جوش و خروش کے وقت اللہ کی خوشنودی اور اس کے شعائر کی تعظیم پر قربان کر سکتا ہے۔ حقیقی توحید یہی ہے کہ آدمی اس اکیلے مالک کا حکم سُن کر اپنی ذلت و عزت کے سب خیالات بالائے طاق رکھ دے۔ شاید اسی لئے حدیث میں "کلمۃ التقوٰی" کی تفسیر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے کی گئی ہے۔ کیونکہ تمام تر تقوٰی و طہارت کی بنیاد یہی کلمہ ہے۔ جس کے اُٹھانے اور حق ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اصحابِ رسول اللہ صلعم کو چُن لیا تھا۔ اور بلا شبہ اللہ کے علم میں وہ ہی اس کے مستحق اور اہل تھے۔

ف۴ ابتدائے سورت میں ذکر ہو چکا ہے کہ مدینہ میں حضور صلعم نے خواب دیکھا تھا کہ ہم مکہ میں داخل ہوئے اور سر منڈا کر اور بال کتروا کر حلال ہو رہے ہیں۔ اِدھر اتفاق سے آپ کا قصد اُسی سال عمرہ کا ہو گیا۔ صحابہ نے عموماً یہ خیال جما لیا کہ اسی سال ہم مکہ پہنچیں گے اور عمرہ ادا کرینگے۔ جس وقت صلح مکمل ہو کر حُدیبیہ سے واپسی ہوئی اور بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسُول اللہ! کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم امن و امان سے مکہ میں داخل ہونگے اور عمرہ کرینگے؟ آپ نے فرمایا کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ امسال ایسا ہوگا۔ عرض کیا نہیں۔ فرمایا تو بیشک یوں ہی ہو کر رہیگا۔ تم امن و امان سے مکہ پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کرو گے۔ اور تم میں سے کوئی سر منڈوا کر کوئی بال کتروا کر احرام کھولیگا اور وہاں جانے کے بعد کسی طرح کا کھٹکا نہ ہوگا۔ چنانچہ حُدیبیہ سے اگلے سال یوں ہی ہوا آیۂ ہذا میں اسی کو فرمایا ہے کہ بالتحقیق اللہ نے اپنے رسُول کو سچا خواب دکھلایا۔ باقی "اِنْ شَاءَ اللّٰهُ" فرمانا ابن کثیرؒ کے نزدیک تحقیق و توکید کے لئے ہے اور سیبویہ کے نزدیک اس قسم کے مواقع میں قطعی طور پر ایک چیز کا بتلانا کسی مصلحت سے مقصود نہیں ہوتا اور کرنا منظور ہوتا ہے وہاں یہ عنوان اختیار کرتے ہیں۔

ف۵ یعنی پھر اللہ نے اپنے علم محیط کے موافق واقعات کا سلسلہ قائم کیا وہ جانتا تھا کہ خواب کی تعبیر ایک سال بعد ظاہر کرنے میں کس قدر مصالح ہیں جنکی تمہیں خبر نہیں۔ اس لئے خواب کا وقوع امسال نہ ہونے دیا اور اسکے وقوع سے قبل تم کو لگتے ہاتھ ایک اور فتح عنایت کر دی یعنی فتح خیبر یا صلح حُدیبیہ جسے صحابہ فتح مُبین کہتے تھے جیسا کہ سورۂ ہٰذا کے پہلے فائدہ میں ہم مفصل لکھ چکے ہیں۔

ف۶ یعنی اُصول و فروع اور عقائد و احکام کے اعتبار سے یہ ہی دین سچا اور یہ ہی راہ سیدھی ہے جو محمد رسُول اللہ صلعم لے کر آئے

ف۷ اس دین کو اللہ نے ظاہر میں بھی سینکڑوں برس تک سب مذاہب پر غالب کیا اور مسلمانوں نے تمام مذاہب والوں پر صدیوں تک بڑی شان و شکوہ سے حکومت کی۔ اور آئندہ بھی دنیا کے خاتمہ کے قریب ایک وقت آنیوالا ہے جب ہر چہار طرف دینِ برحق کی حکومت ہوگی۔ باقی حجت و دلیل کے اعتبار سے تو دین اسلام ہمیشہ ہی غالب رہا کیا اور رہے گا۔

ف۸ یعنی اللہ اس دین کی حقانیت کا گواہ ہے اور وہ ہی اپنے فعل سے اس کو حق ثابت کرنیوالا ہے۔

ف۹ یعنی کافروں کے مقابلہ میں سخت مضبوط اور قوی جس سے کافروں پر رُعب پڑتا اور کفر سے نفرت و بیزاری کا اظہار ہوتا ہے۔ قال تعالیٰ "وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً" (توبہ۔ رکوع ۱۶) وقال تعالیٰ "وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ" (توبہ۔ رکوع ۱۰) وقال تعالیٰ "اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ" (مائدہ۔ رکوع ۸) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "جو تندی اور نرمی اپنی خو ہو وہ سب جگہ برابر چلے اور جو ایمان سے سنور کر آئے وہ تندی اپنی جگہ اور نرمی اپنی جگہ"۔ علماء نے لکھا ہے کہ کسی کافر کے ساتھ احسان اور حُسنِ سلوک سے پیش آنا اگر مصلحت شرعی ہو۔ کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر دین کے معاملہ میں وہ تم کو ڈھیلا نہ سمجھے۔

ف۱۰ یعنی اپنے بھائیوں کے ہمدرد و مہربان، اُن کے سامنے نرمی سے جُھکنے والے اور تواضع و انکسار سے پیش آنیوالے "حُدیبیہ" میں صحابہ کی یہ دونوں شانیں جھک رہی تھیں۔ "اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ"۔

ف۱۱ یعنی نمازیں کثرت سے

(باقی صفحہ ۶۸۴)

بقیہ فوائد صفحہ ۶۸۳- بڑھتے ہیں- جب دیکھو رکوع و سجود میں پڑے ہوئے اللہ کے سامنے نہایت اخلاص کے ساتھ وظیفۂ عبودیت ادا کر رہے ہیں- ریا و نمود کا شائبہ نہیں بس اللہ کے فضل اور اُسکی خوشنودی کی تلاش ہے۔ **ف۱۲** یعنی نمازوں کی پابندی خصوصًا تہجد کی نماز سے اُنکے چہروں پر خاص قسم کا نور اور رونق ہے۔ گویا خشیت و خشوع اور حُسنِ نیت و اخلاص کی شعاعیں باطن سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر کو روشن کر رہی ہیں۔ حضرتؐ کے اصحاب اپنے چہروں کے نُور اور متقیانہ چال ڈھال سے لوگوں میں الگ پہچانے جاتے تھے۔

فوائد صفحہ ہذا- **ف۱** یعنی پہلی کتابوں میں خاتم الانبیاء صلعم کے ساتھیوں کی ایسی ہی شان بیان کی گئی تھی۔ چنانچہ بہت سے غیر متعصب اہل کتاب اُن کے چہرے اور طور و طریق دیکھ کر بول اُٹھتے تھے کہ واللہ یہ تو مسیحؑ کے حواری معلوم ہوتے ہیں۔ **ف۲** حضرت شاہ صاحبؒ کھیتی کی مثال کی تقریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "یعنی اول اس دین پر ایک آدمی تھا۔ پھر دو ہوئے پھر آہستہ آہستہ قوت بڑھتی گئی۔ حضرتؐ کے وقت میں پھر خلفاء کے عہد میں" بعض علماء کہتے ہیں کہ "اَخْرَجَ شَطْاَهٗ" میں عہد صدیقی "فَاٰزَرَهٗ" میں عہد فاروقی "فَاسْتَغْلَظَ" میں عہد عثمانی اور "فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ" میں عہدِ مرتضوی کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ بعض دوسرے بزرگوں نے "وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ، اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ، رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ، تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا" کو علی الترتیب خلفائے اربعہ پر تقسیم کر دیا ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ یہ آیت تمام جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کی بہیئتِ مجموعی مدح و منقبت پر مشتمل ہے خصوصًا اصحاب بیعۃ الرضوان کی جن کا ذکر آغاز سورت سے برابر چلا آ رہا ہے، واللہ اعلم۔

فِى الْاِنْجِيْلِ ۚۛ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى

انجیل میں ف۱ جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا پھر اُس کی کمر مضبوط کی، پھر موٹا ہوا، پھر کھڑا ہو گیا

عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ؕ وَعَدَ اللّٰهُ

اپنی نال پر ف۲ خوش لگتا ہے کھیتی والوں کو ف۳ تاکہ جلائے اُن سے جی کافروں کا ف۴ وعدہ کیا ہے اللہ نے

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۲۹

اُن سے جو یقین لائے ہیں اور کیے ہیں بھلے کام معافی کا اور بڑے ثواب کا ف۵

ع ۱۲

سُوْرَةُ الْحُجُرٰتِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِىَ ثَمَانِىَ عَشْرَةَ اٰيَةً وَّفِيْهَا رُكُوْعَانِ

سورۂ حجرات مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی اٹھارہ آیتیں ہیں اور دو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَ

اے ایمان والو آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اُسکے رسُول سے ف۶ اور

اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا

ڈرتے رہو اللہ سے، اللہ سُنتا ہے جانتا ہے ف۷ اے ایمان والو بلند نہ کرو

اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِىِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ

اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اُوپر اور اُس سے نہ بولو تڑخ کر جیسے تڑختے ہو

بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۲ اِنَّ

ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو جائیں تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو ف۸ جو

الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

لوگ دبی آواز سے بولتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہی ہیں جن کے

امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۳ اِنَّ

دلوں کو جانچ لیا ہے اللہ نے ادب کے واسطے ف۹ اُنکے لئے معافی ہے اور ثواب بڑا ف۱۰

ف۳ کھیتی کرنیوالے چونکہ اس کام کے مبصّر ہوتے ہیں اس لئے اُنکا ذکر خصوصیت سے کیا۔ جب ایک چیز کا مبصّر اُس کو پسند کرے دوسرے کیوں نہ کریں گے۔

ف۴ یعنی اسلامی کھیتی کی یہ تازگی اور رونق و بہار دیکھ کر کافروں کے دل غیظ و حسد سے جلتے ہیں۔ اس آیت سے بعض علماء نے یہ نکالا کہ صحابہ سے جلنے والا کافر ہے۔

ف۵ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ وعدہ دیا اُنکو جو ایمان والے ہیں اور بھلے کام کرتے ہیں۔ حضرتؐ کے سب اصحاب ایسے ہی تھے۔ مگر خاتمہ کا اندیشہ رکھا حق تعالیٰ بندوں کو ایسی صاف خوشخبری نہیں دیتا کہ نڈر ہو جائیں۔ اُس مالک سے اتنی شاباشی بھی غنیمت ہے"۔ تم سورۃ الفتح بفضل اللہ و رحمتہ فللہ الحمد والمنۃ۔

ف۶ یعنی جس معاملہ میں اللہ و رسُول کی طرف سے حکم ملنے کی توقع ہو، اُس کا فیصلہ پہلے ہی آگے بڑھ کر اپنی رائے سے نہ کر بیٹھو۔ بلکہ حکم الٰہی کا انتظار کرو۔ جس وقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ ارشاد فرمائیں، خاموشی سے کان لگا کر سُنو۔ اُن کے بولنے سے پہلے خود بولنے کی جُرأت نہ کرو۔ جو حکم اُدھر سے ملے اُس پر بے چون و چرا اور بلا پس و پیش عامل بنجاؤ۔ اپنی اغراض اور اہواء و آراء کو اُن کے احکام پر مقدم نہ رکھو۔ بلکہ اپنی خواہشات و جذبات کو احکام سماوی کے تابع بناؤ۔ (تنبیہ) اس سورت میں مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب و حقوق اور اپنے بھائی مسلمانوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات قائم رکھنے کے طریقے سکھلائے ہیں اور یہ کہ مسلمانوں کا جماعتی نظام کن اصُول پر کاربند ہونے سے مضبوط و مستحکم رہ سکتا ہے اور اگر کبھی اس میں خرابی اور اختلال پیدا ہو تو اُس کا علاج کیا ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ بیشتر نزاعات و مناقشات خود رائی اور غرض پرستی کے ماتحت وقوع پذیر ہوتے ہیں جس کا واحد علاج یہ ہے کہ مسلمان اپنی شخصی رایوں اور غرضوں کو کسی ایک بلند معیار کے تابع کر دیں ظاہر ہے کہ اللہ و رسُول کے ارشادات سے بلند کوئی معیار نہیں ہو سکتا ایسا کرنے میں خواہ وقتی اور عارضی طور پر کتنی ہی تکلیف اُٹھانا پڑے لیکن اُس کا آخری انجام یقینی طور پر دارین کی سُرخروئی اور کامیابی ہے۔

ف۷ یعنی اللہ و رسُول کی سچّی فرمانبرداری اور تعظیم اسی وقت میسر ہو سکتی ہے جب خدا کا خوف دل میں ہو۔ اگر دل میں ڈر نہیں، تو بظاہر دعوئ اسلام کو نباہنے کے لئے اللہ و رسُول کا نام بار بار زبان پر لائیگا اور بظاہر اُنکے احکام کو آگے رکھیگا لیکن فی الحقیقت اُنکو اپنی اندرونی خواہشات و اغراض کی تحصیل کے لئے ایک حیلہ اور آلۂ کار بنائیگا۔ سو یاد رہے کہ جو زبان پر ہے اللہ اُسے سنتا اور جو دل میں ہے اُسے جانتا ہے، پھر اُسکے سامنے یہ فریب کیسے چلیگا چاہئے کہ آدمی اُس سے ڈر کر کام کرے۔

ف۸ یعنی حضورؐ کی مجلس میں شور نہ کرو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف چہک کر یا تڑخ کر بات کرتے ہو، حضورؐ کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا خلاف ادب ہے آپ سے خطاب کرو تو نرم آواز سے تعظیم و احترام کے لہجہ میں ادب و شائستگی کے ساتھ۔ دیکھو ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے، لائق شاگرد اُستاد سے، مخلص مُرید پیر و مُرشد سے، اور ایک سپاہی اپنے افسر سے کس طرح بات کرتا ہے پیغمبر کا مرتبہ تو ان سب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپؐ سے گفتگو کرتے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہئے۔ مبادا بے ادبی ہو جائے اور آپ کو تکدر پیش آئے تو حضورؐ کی ناخوشی کے بعد مسلمان کا ٹھکانا کہاں ہے ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع ہونے اور ساری محنت اکارت جانے کا اندیشہ ہے (تنبیہ) حضورؐ کی وفات کے بعد حضورؐ کی احادیث سُننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہی ادب چاہئے اور جو قبر شریف کے پاس حاضر ہو وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے۔ نیز آپؐ کے خلفاء، علمائے ربانیین اور اولوالامر کے ساتھ درجہ بدرجہ اسی ادب سے پیش آنا چاہئے۔ تا جماعتی نظام قائم رہے۔ فرق مراتب نہ کرنے سے بہت مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ **ف۹** یعنی جو لوگ نبی کی مجلس میں تواضع اور ادب و تعظیم سے بولتے اور نبی کی آواز کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کرتے ہیں۔ یہ وہ ہیں جنکے دلوں کو اللہ نے

(بقیہ فوائد صفحہ ۶۸۵)

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ﴿۴﴾ وَ

جو لوگ پکارتے ہیں تجھ کو دیوار کے پیچھے سے وہ اکثر عقل نہیں رکھتے اور

لَوۡ اَنَّہُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰی تَخۡرُجَ اِلَیۡہِمۡ لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ

اگر وہ صبر کرتے جب تک تو نکلتا اُن کی طرف تو اُن کے حق میں بہتر ہوتا اور اللہ بخشنے والا

رَّحِیۡمٌ ﴿۵﴾ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا

مہربان ہے ف۱ اے ایمان والو اگر آئے تمہارے پاس کوئی گنہگار خبر لے کر تو تحقیق کر لو

اَنۡ تُصِیۡبُوۡا قَوۡمًۢا بِجَہَالَۃٍ فَتُصۡبِحُوۡا عَلٰی مَا فَعَلۡتُمۡ نٰدِمِیۡنَ ﴿۶﴾

کہیں جا نہ پڑو کسی قوم پر نادانی سے پھر کل کو اپنے کئے پر لگو پچھتانے ف۲

وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ فِیۡکُمۡ رَسُوۡلَ اللّٰہِ ؕ لَوۡ یُطِیۡعُکُمۡ فِیۡ کَثِیۡرٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ

اور جان لو کہ تم میں رسول ہے اللہ کا اگر وہ تمہاری بات مان لیا کرے بہت کاموں میں

لَعَنِتُّمۡ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَ زَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَ

تو تم پر مشکل پڑے ف۳ پر اللہ نے محبت ڈال دی تمہارے دل میں ایمان کی اور کھبا دیا اُس کو تمہارے دلوں میں اور

کَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَ الۡفُسُوۡقَ وَ الۡعِصۡیَانَ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الرّٰشِدُوۡنَ ﴿۷﴾ فَضۡلًا

نفرت ڈالدی تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر، اللہ کے

مِّنَ اللّٰہِ وَ نِعۡمَۃً ؕ وَ اللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ ﴿۸﴾ وَ اِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ

فضل سے اور احسان سے ف۴ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمتوں والا ف۵ اور اگر دو فریق مسلمانوں کے

اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰىہُمَا عَلَی الۡاُخۡرٰی فَقَاتِلُوا

آپس میں لڑ پڑیں تو اُن میں ملاپ کرا دو پھر اگر چڑھا چلا جائے ایک اُن میں سے دوسرے پر تو تم سب لڑو

الَّتِیۡ تَبۡغِیۡ حَتّٰی تَفِیۡٓءَ اِلٰۤی اَمۡرِ اللّٰہِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَیۡنَہُمَا

اُس چڑھائی والے سے یہاں تک کہ پھر آئے اللہ کے حکم پر پھر اگر پھر آیا تو ملاپ کرا دو اُن میں

بِالۡعَدۡلِ وَ اَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الۡمُقۡسِطِیۡنَ ﴿۹﴾ اِنَّمَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ

برابر اور انصاف کرو بیشک اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف والے ف۶ مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں

بقیہ فوائد صفحہ ۶۸۴ - ادب کی تخم ریزی کے لئے پرکھ لیا ہے اور مانجھ کر خالص تقویٰ و طہارت کے واسطے تیار کر دیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں کہ چار چیزیں اعظم شعائر اللہ سے ہیں۔ قرآن، پیغمبر، کعبہ، نماز۔ ان کی تعظیم وہ ہی کریگا جس کا دل تقویٰ سے مالامال ہو۔ "وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّہَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ" (الحج - رکوع ۴) یہاں سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جب حضورؐ کی آواز سے زیادہ آواز بلند کرنا خلاف ادب ہے تو آپ کے احکام وارشادات سننے کے بعد اُن کے خلاف آواز اُٹھانا کس درجہ کا گناہ ہوگا۔ **ف۱** یعنی اس اخلاص وحق شناسی کی برکت سے پچھلی کوتاہیاں معاف ہوں گی اور بڑا بھاری ثواب ملے گا۔

فوائد صفحہ ہذا - ف۱ بنی تمیم ملنے کو آئے، حضورؐ حجرۂ مبارک میں تشریف رکھتے تھے، وہ لوگ باہر سے آوازیں دینے لگے کہ "یا محمد اُخرج الینا" (اے محمدؐ باہر آیئے) یہ بے عقلی اور بے تہذیبی کی بات تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو نہیں سمجھتے تھے۔ کیا معلوم ہے اُس وقت آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ یا کسی اور مہم کام میں مشغول ہوں۔ آپ کی ذات منبع البرکات تو مسلمانوں کے تمام دینی و دنیوی اُمور کا مرکز وملجا تھی۔ کسی معمولی ذمہ دار آدمی کیلئے بھی کام کرنا سخت مشکل ہو جائے اگر اُس کا کوئی نظام الاوقات نہ ہو۔ اور آخر پیغمبر کا ادب واحترام بھی کوئی چیز ہے چاہیئے تھا کہ کسی کی زبانی اندر اطلاع کراتے اور آپؐ کے باہر تشریف لانے تک صبر کرتے۔ جب آپ باہر تشریف لا کر اُن کی طرف متوجہ ہوتے اس وقت خطاب کرنا چاہیئے تھا۔ ایسا کیا جاتا تو اُنکے حق میں بہتر اور قابل ستائش ہوتا۔ تاہم بے عقلی اور نادانستگی سے جو بات اتفاقاً سرزد ہو جائے اللہ اُس کو اپنی مہربانی سے بخشنے والا ہے۔ چاہیئے کہ اپنی تقصیر پر نادم ہو کر آئندہ ایسا رویہ اختیار نہ کریں۔ حضورؐ کی تعظیم ومحبت ہی وہ نقطہ ہے جس پر قوم مسلم کی تمام پراگندہ قوتیں اور منتشر جذبات جمع ہوتے ہیں۔ اور یہ ہی وہ ایمانی رشتہ ہے جس پر اسلامی اُخوۃ کا نظام قائم ہے۔

ف۲ اکثر نزاعات ومناقشات کی ابتداء جھوٹی خبروں سے ہوتی ہے۔ اس لئے اوّل اختلاف وتفریق کے اسی سرچشمہ کو بند کرنے کی تعلیم دی یعنی کسی خبر کو یوں ہی بے تحقیق قبول نہ کرو۔ فرض کیجئے ایک بے راہرو اور تکلیف دہ آدمی نے اپنے کسی خیال اور جذبہ سے بے قابو ہو کر کسی قوم کی شکایت کی۔ تم محض اسکے بیان پر اعتماد کر کے اُس قوم پر چڑھ دوڑے بعدہٗ ظاہر ہوا کہ اُس شخص نے غلط کہا تھا، تو خیال کرو اُس وقت کس قدر پچھتانا پڑیگا۔ اور اپنی جلد بازی پر کیا کچھ ندامت ہوگی اور اس کا نتیجہ جماعت اسلام کے حق میں کیسا خراب ہوگا۔

ف۳ یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری کسی خبر یا رائے پر عمل نہ کریں تو بُرا نہ مانو۔ حق لوگوں کی خواہشوں یا رایوں کے تابع نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہو تو زمین وآسمان کا سارا کارخانہ ہی درہم برہم ہو جائے کما قال تعالیٰ "وَلَوِ اتَّبَعَ الۡحَقُّ اَہۡوَآءَہُمۡ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الۡاَرۡضُ" (المؤمنون - رکوع ۴) الغرض خبروں کی تحقیق کیا کرو اور حق کو اپنی خواہش اور رائے کے تابع نہ بناؤ بلکہ اپنی خواہشات کو حق کے تابع رکھو۔ اس طرح تمام جھگڑوں کی جڑ کٹ جائیگی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی تمہارا مشورہ قبول نہ ہو تو بُرا نہ مانو، رسول عمل کرتا ہے اللہ کے حکم پر۔ اسی میں تمہارا بھلا ہے، اگر تمہاری بات مانا کرے تو ہر کوئی اپنے بھلے کی کہے، پھر کس کس کی بات پر چلے"۔

ف۴ یعنی اگر تم یہ چاہتے ہو کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہاری ہر بات مانا کریں تو بڑی مشکل ہوتی لیکن اللہ کا شکر کرو کہ اُس نے اپنے فضل واحسان سے مؤمنین قانتین کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنا دیا۔ اور کفر ومعصیت کی نفرت ڈالدی جس سے وہ ایسی بیہودگی کے پاس بھی نہیں جا سکتے۔ جس مجمع میں اللہ کا رسول جلوہ افروز ہو وہاں کسی کی رائے وخواہش کی پیروی کہاں ہو سکتی ہے۔ آج گو حضورؐ ہمارے درمیان میں نہیں مگر حضورؐ کی تعلیم اور آپ کے وارث ونائب یقیناً موجود ہیں اور رہیں گے۔

ف۵ یعنی وہ سب کی استعداد کو جانتا ہے اور ہر ایک کو اپنی حکمت سے وہ احوال ومقامات مرحمت فرماتا ہے جو اُس کی استعداد کے مناسب ہوں۔ **ف۶** یعنی ان تمام پیش بندیوں کے باوجود اگر اتفاق سے مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو پوری کوشش کرو کہ اختلاف رفع ہو جائے۔ اس میں اگر کامیابی نہ ہو اور کوئی فریق دوسرے پر چڑھا چلا جائے اور ظلم وزیادتی ہی پر کمر باندھ لے تو یکسو ہو کر نہ بیٹھ رہو، بلکہ جس کی زیادتی ہو سب مسلمان مل کر اس سے لڑائی کریں۔ یہاں تک کہ وہ فریق مجبور ہو کر اپنی زیادتیوں سے باز آئے اور خدا کے حکم کی طرف رجوع ہو کر صلح کے لئے اپنے کو پیش کر دے۔ اُس وقت چاہیئے کہ مسلمان دونوں فریق کے درمیان مساوات وانصاف کے ساتھ صلح اور میل ملاپ کرا دیں۔ کسی ایک کی طرفداری میں جادۂ حق سے اِدھر اُدھر نہ جھکیں۔ (تنبیہ) آیت کا نزول صحیحین کی روایت کے موافق "انصار" کے دو گروہ اوس وخزرج کے ایک وقتی ہنگامے کے متعلق ہوا ہے۔ حضورؐ نے اُن کے درمیان اسی آیت کے ماتحت صلح کرا دی۔ جو لوگ خلیفہ کے مقابلہ میں بغاوت کریں وہ بھی عموم آیت میں داخل ہیں۔ چنانچہ قدیم سے علمائے سلف بغاۃ کے مسئلہ میں اسی سے استدلال کرتے آئے ہیں لیکن جیسا کہ شان نزول سے ظاہر ہوتا ہے یہ حکم مسلمانوں کے تمام جماعتی مناقشات ومشاجرات کو شامل ہے۔ باقی باغیوں کے متعلق احکام شرعیہ کی تفصیل فقہ میں دیکھنا چاہیئے۔

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۰﴾ ع يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

سو ملاپ کرا دو اپنے دو بھائیوں میں اور ڈرتے رہو اللہ سے تاکہ تم پر رحم ہو ف۱ اے

اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ

ایمان والو ٹھٹھا نہ کریں ایک لوگ دوسروں سے شاید وہ بہتر ہوں اُن سے اور نہ عورتیں

مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ

دوسری عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں اِن سے اور عیب نہ لگاؤ ایک دوسرے کو اور

لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَ

نام نہ ڈالو چڑانے کو ایک دوسرے کے ف۲ بُرا نام ہے گنہگاری پیچھے ایمان کے ف۳ اور

مَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا

جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں بے انصاف ف۴ اے ایمان والو بچتے رہو

كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ

بہت تہمتیں کرنے سے مقرر بعضی تہمت گناہ ہے اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور برا نہ کہو پیٹھ پیچھے

بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا

ایک دوسرے کو ف۵ بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھائے گوشت اپنے بھائی کا جو مُردہ ہو

فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

سو گھِن آتا ہے تم کو اس سے ف۶ اور ڈرتے رہو اللہ سے، بیشک اللہ معاف کرنیوالا ہے مہربان ف۷ اے آدمیو!

اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ

ہم نے تم کو بنایا ایک مرد اور ایک عورت سے اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ آپس کی پہچان ہو

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ

تحقیق عزت اللہ کے یہاں اُسی کو بڑی جس کو ادب بڑا ف۸ اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار ف۹ کہتے ہیں

الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَ لٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَ لَمَّا يَدْخُلِ

گنوار کہ ہم ایمان لائے، تو کہہ تم ایمان نہیں لائے پر تم کہو ہم مسلمان ہوئے اور ابھی نہیں گھُسا

ف۱ یعنی صلح اور جنگ کی ہر ایک حالت میں یہ ملحوظ رہے کہ دو بھائیوں کی لڑائی یا دو بھائیوں کی مصالحت ہے۔ دشمنوں اور کافروں کی طرح برتاؤ نہ کیا جائے۔ جب دو بھائی آپس میں ٹکرا جائیں تو یوں ہی اُنکے حال پر نہ چھوڑ دو، بلکہ اصلاح ذات البین کی پوری کوشش کرو۔ اور ایسی کوشش کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہو کہ کسی کی بیجا طرفداری یا انتقامی جذبہ سے کام لینے کی نوبت نہ آئے۔ ف۲ اول مسلمانوں میں نزاع و اختلاف کو روکنے کی تدابیر بتلائی تھیں، پھر بتلایا کہ اگر اتفاقاً اختلاف رونما ہو جائے تو پر زور اور مؤثر طریقہ سے اسکو مٹایا جائے لیکن جب تک نزاع کا خاتمہ نہ ہو کوشش ہونی چاہیئے کہ کم از کم جذبات منافرت و مخالفت زیادہ تیز اور مشتعل نہ ہونے پائیں۔ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ جہاں دو شخصوں یا دو جماعتوں میں اختلاف رونما ہوا بس ایک دوسرے کا تمسخر اور استہزاء کرنے لگتا ہے ذرا سی بات ہاتھ لگ گئی اور ہنسی مذاق اُڑانا شروع کر دیا۔ حالانکہ اُسے معلوم نہیں کہ شاید جس کا مذاق اُڑا رہا ہے۔ وہ اللہ کے نزدیک اس سے بہتر ہو۔ بلکہ بسا اوقات یہ خود بھی اختلاف سے پہلے اُس کو بہتر سمجھتا ہوتا ہے مگر ضد و نفسانیت میں دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ اس طریقہ سے نفرت و عداوت کی خلیج روز بروز وسیع ہوتی رہتی ہے۔ اور قلوب میں اس قدر بُعد ہو جاتا ہے کہ صلح و ائتلاف کی کوئی امید باقی نہیں رہتی۔ آیۂ ہٰذا میں خداوند قدوس نے اسی قسم کی باتوں سے منع فرمایا ہے یعنی ایک جماعت دوسری جماعت کے ساتھ نہ مسخرا پن کرے نہ ایک دوسرے پر آوازے کسے جائیں نہ کھوج لگا کر عیب نکالے جائیں اور نہ بُرے ناموں اور بُرے القاب سے فریق مقابل کو یاد کیا جائے، کیونکہ ان باتوں سے دشمنی اور نفرت میں ترقی ہوتی اور فتنہ و فساد کی آگ زیادہ تیزی سے پھیلتی ہے۔ سبحان اللہ! کیسی بیش بہا ہدایات ہیں۔ آج اگر مسلمان سمجھیں تو اُنکے سب سے بڑے مرض کا مکمل علاج اسی ایک سورۂ حُجرات میں موجود ہے۔

ف۳ یعنی کسی کا بُرا نام ڈالنے سے آدمی خود گنہگار ہوتا ہے۔ اُسے تو واقع میں عیب لگا یا نہ لگا لیکن اس کا نام بد تہذیب، فاسق گنہگار مردم آزار پڑ گیا۔ خیال کرو "مومن" کے بہترین لقب کے بعد یہ نام کیا اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ جب ایک شخص ایمان لا چکا اور مسلمان ہو گیا اُس کو مسلمانی سے پہلے کی باتوں پر طعن دینا یا اُس وقت کے بدترین القاب سے یاد کرنا مثلاً یہودی، یا نصرانی وغیرہ کہہ کر پکارنا نہایت مذموم حرکت ہے۔ اسی طرح جو شخص کسی عیب میں مبتلا ہو اور وہ اُس کا اختیاری نہ ہو، یا ایک گناہ سے فرض کیجئے توبہ کر چکا ہے، چڑانے کے لئے اُس کا ذکر کرنا بھی جائز نہیں۔

ف۴ یعنی جو پہلے ہو چکا اب توبہ کر لو۔ اگر یہ احکام و ہدایات سننے کے بعد بھی ان جرائم سے توبہ نہ کی تو اللہ کے نزدیک اصلی ظالم یہی ہونگے۔

ف۵ اختلاف و تفریق باہمی کے بڑھانے میں اِن اُمور کو خصوصیت سے دخل ہے ایک فریق دوسرے فریق سے ایسا بدگمان ہو جاتا ہے کہ حُسنِ ظن کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا۔ مخالف کی کوئی بات ہو اُس کا محل اپنے خلاف نکال لیتا ہے۔ اُس کی بات میں ہزار احتمال بھلائی کے ہوں اور صرف ایک پہلو بُرائی کا نکلتا ہو، ہمیشہ اُسکی طبیعت بُرے پہلو کی طرف چلے گی اور اسی بُرے اور کمزور پہلو کو قطعی اور یقینی قرار دیکر فریق مقابل پر تہمتیں اور الزام لگانا شروع کر دیگا۔ پھر نہ صرف یہی کہ ایک بات حسب اتفاق پہنچ گئی، بدگمانی سے اُس کو غلط معنی پہنا دیئے گئے، نہیں، اس جستجو میں رہتا ہے کہ دوسری طرف کے اندرونی بھید معلوم ہوں جس پر ہم خوب حاشیے چڑھائیں اور اس کی غیبت سے اپنی مجلس گرم کریں۔ ان تمام خرافات سے قرآن کریم منع کرتا ہے۔ اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو جو اختلافات بدقسمتی سے پیش آجاتے ہیں وہ اپنی حد سے آگے نہ بڑھیں اور اُن کا ضرر بہت محدود ہو جائے۔ بلکہ چند روز میں نفسانی اختلافات کا نام و نشان باقی نہ رہے حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں "الزام لگانا اور بھید ٹٹولنا اور پیٹھ پیچھے بُرا کہنا کسی جگہ بہتر نہیں مگر جہاں اُس میں کچھ دین کا فائدہ ہو اور نفسانیت کی غرض نہ ہو۔" وہاں اجازت ہے جیسے رجال حدیث کی نسبت ائمہ جرح و تعدیل کا معمول رہا ہے کیونکہ اس کے بدون دین کا محفوظ رکھنا محال تھا۔

ف۶ یعنی مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا گندہ اور گھناؤنا کام ہے جیسے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھائے۔ کیا اس کو کوئی انسان پسند کریگا؟ بس سمجھ لو غیبت اِس سے بھی زیادہ شنیع حرکت ہے۔

ف۷ یعنی ان نصیحتوں پر کاربند وہ ہی ہوگا جس کے دل میں خدا کا ڈر ہو یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ چاہیئے کہ ایمان و اسلام کا دعوٰی رکھنے والے واقعی طور پر اُس خداوند قہار کے غضب سے ڈریں اور ایسی ناشائستہ حرکتوں کے قریب نہ جائیں۔ اگر پہلے کچھ غلطیاں اور کمزوریاں سرزد ہوئی ہیں، اللہ کے سامنے صدقِ دل سے توبہ کریں وہ اپنی مہربانی سے معاف فرما دیگا۔

ف۸ اکثر غیبت طعن و تشنیع اور عیب جوئی کا منشاء کبر ہوتا ہے کہ آدمی اپنے کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے، اس کو بتلاتے ہیں کہ اصل میں انسان کا بڑا چھوٹا یا معزز و حقیر ہونا ذات پات اور خاندان و نسب سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ جو شخص جس قدر نیک خصلت، مؤدب اور پرہیزگار ہو اُسی قدر اللہ کے ہاں معزز و مکرم ہے۔ نسب کی حقیقت تو یہ ہے کہ سارے آدمی ایک مرد اور ایک عورت یعنی آدمؑ و حواءؑ کی اولاد ہیں۔ شیخ، سید، مغل، پٹھان اور صدیقی، فاروقی، عثمانی، انصاری سب کا سلسلہ آدمؑ و حواءؑ پر منتہی ہوتا ہے یہ ذاتیں اور خاندان اللہ تعالیٰ نے محض تعارف اور شناخت کے لئے مقرر کئے ہیں۔ بلاشبہ جس کو حق تعالیٰ کسی شریف اور بزرگ و معزز گھرانے میں پیدا کر دے وہ ایک موہوب شرف ہے، جیسے کسی کو خوبصورت بنا دیا جائے، لیکن یہ چیز ناز اور فخر کرنے کے لائق نہیں کہ اسی کو معیار کمال اور فضیلت کا ٹھہرا لیا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے ہاں شکر کرنا چاہیئے کہ اُس نے بلا اختیار و کسب

(باقی بر صفحہ ۶۸۷)

بقیہ فوائد صفحہ ٦٨٦ - ہم کو یہ نعمت مرحمت فرمائی۔ شکر میں یہ بھی داخل ہے کہ غرور و تفاخر سے باز رہے اور اس نعمت کو کمینہ اخلاق اور بُری خصلتوں سے خراب نہ ہونے دے۔ بہرحال مجد و شرف اور فضیلت و عزت کا اصلی معیار نسب نہیں تقویٰ و طہارت ہے اور متقی آدمی دوسروں کو حقیر کب سمجھے گا؟ **ف۹** یعنی تقویٰ اور ادب اصل میں دل سے ہے۔ اللہ ہی کو خبر ہے کہ جو شخص ظاہر میں متقی اور مؤدب نظر آتا ہے وہ واقع میں کیسا ہے اور آئندہ کیسا رہے گا۔ انما العبرة للخواتیم

الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُم مِّنْ

ایمان تمہارے دلوں میں **ف۱** اور اگر حکم پر چلو گے اللہ کے اور اُسکے رسُول کے کاٹ نہ لے گا

أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا

تمہارے کاموں میں سے کچھ اللہ بخشتا ہے مہربان ہے **ف۲** ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے

بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ

اللہ پر اور اُس کے رسُول پر، پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے

اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿١٥﴾ قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ

وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں سچے **ف۳** تو کہہ کیا تم جتلاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ کو

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١٦﴾ يَمُنُّونَ

تو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے **ف۴** تجھ پر

عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُل لَّا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُم ۖ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ

احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوئے **ف۵** تو کہہ مجھ پر احسان نہ رکھو اپنے اسلام لانے کا بلکہ اللہ تم پر احسان

عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ إِنَّ اللَّهَ

رکھتا ہے کہ اُس نے تم کو راہ دی ایمان کی اگر سچ کہو **ف۶** اللہ

يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿١٨﴾

جانتا ہے چھپے بھید آسمانوں کے اور زمین کے اور اللہ دیکھتا ہے جو تم کرتے ہو **ف۷**

سُورَةُ قٓ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَأَرْبَعُونَ آيَةً وَفِيهَا ثَلَاثُ رُكُوعَاتٍ

سورۂ ق مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پینتالیس آیتیں ہیں اور تین رکوع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قٓ ۚ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ﴿١﴾ بَلْ عَجِبُوا أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ

قسم ہے اُس قرآن بڑی شان والے کی بلکہ اُن کو تعجب ہوا کہ آیا اُن کے پاس ڈر سنانیوالا انہی میں کا

فوائد صفحہ ہذا - ف۱ یہاں یہ بتلاتے کہ ایمان و یقین جب پوری طرح دل میں راسخ ہو جائے اور جڑ پکڑلے اُس وقت غیبت اور عیب جوئی وغیرہ کی خصلتیں آدمی سے دُور ہو جاتی ہیں۔ جو شخص دوسروں کے عیب ڈھونڈنے اور آزار پہنچانے میں مبتلا ہو، سمجھ لو کہ ابھی تک ایمان اُس کے دل میں پوری طرح پیوست نہیں ہوا۔ ایک حدیث میں ہے "یَا مَعْشَرَ مَنْ اٰمَنَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ الخ" (ابن کثیر ص۲۴/۸) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ایک کہتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں یعنی دین مسلمانی ہم نے قبول کیا۔ اُس کا مضائقہ نہیں۔ اور ایک کہتا ہے کہ ہم کو پورا یقین ہی۔ جو یقین پورا ہے تو اسکے آثار کہاں؟ جس کو واقعی پورا الیقین حاصل ہو وہ تو ایسے دعوے کرنے سے ڈرتا اور شرماتا ہے"۔ (تنبیہ) اس آیت سے ایمان و اسلام کا فرق ظاہر ہوتا ہے اور یہی بات حدیث جبریل وغیرہ سے ثابت ہوتی ہے۔ ہم نے شرح صحیح مسلم میں اس موضوع پر کافی بحث کی ہے یہاں تفصیل کا موقع نہیں۔

ف۲ یعنی اب بھی اگر فرمانبرداری کا راستہ اختیار کرو گے تو پچھلی کمزوریوں کی وجہ سے تمہارے کسی عمل کے ثواب میں کمی نہ کریگا۔

ف۳ یعنی سچے مومن کی شان یہ ہوتی ہے کہ اللہ و رسُول پر پختہ اعتقاد رکھتا ہو۔ اور اُن کی راہ میں ہر طرح جان و مال سے حاضر رہے۔

ف۴ یعنی اگر واقعی سچا دین اور پورا الیقین تم کو حاصل ہے تو کہے سے کیا ہوگا۔ جس سے معاملہ ہے وہ آپ خبردار ہے۔

ف۵ بعض گنوار آ کر کہتے تھے کہ دیکھئے ہم تو بدون لڑے بھڑے مسلمان ہو گئے۔ گویا احسان جتلاتے تھے۔ اُس کا جواب آگے دیتے ہیں۔

ف۶ یعنی اگر واقعی تم دعوئے اسلام و ایمان میں سچے ہو تو یہ تمہارا احسان نہیں۔ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ایمان کی طرف آنے کا راستہ دیا اور دولت اسلام سے سرفراز کیا اگر سچی بات کہو تو واقعہ اس طرح ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "نیکی اپنے ہاتھ سے ہو، اپنی تعریف نہیں۔ رب کی تعریف ہے جس نے وہ نیکی کروائی"۔ گویا خاتمہ سورت پر متنبہ کر دیا کہ اگر تم کو قرآنی ہدایات اور اسلامی تعلیمات پر کاربند ہونے کی توفیق ہو تو احسان نہ جتلاؤ بلکہ اللہ کے احسان و انعام کا شکر ادا کرو جس نے ایسی توفیق ارزانی فرمائی۔

ف۷ یعنی دلوں کے بھید اور ظاہر کا عمل سب کو خدا جانتا ہے اُس کے سامنے باتیں نہ بناؤ۔

تم سورة الحجرات بعون اللہ وحسن توفیقہ فلہ الحمد والمنہ

فَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَیْءٌ عَجِیْبٌ ۲ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ
تو کہنے لگے منکر یہ تعجب کی چیز ہے کیا جب ہم مرچکیں اور ہوجائیں مٹی یہ
رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ ۳ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ
پھر آنا بہت دور ہے ف۱ ہم کو معلوم ہے جتنا گھٹاتی ہے زمین اُن میں سے ف۲ اور ہمارے پاس کتاب ہے
حَفِیْظٌ ۴ بَلْ كَذَّبُوْا بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِیْۤ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ۵ اَفَلَمْ
جسمیں سب کچھ محفوظ ہے ف۳ کوئی نہیں پر جھٹلاتے ہیں سچے دین کو جب اُن تک پہنچا سو وہ پڑے ہیں اُلجھی ہوئی بات میں ف۴ کیا
یَنْظُرُوْۤا اِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَیْفَ بَنَیْنٰهَا وَزَیَّنّٰهَا وَمَا لَهَا مِنْ
نہیں دیکھتے آسمان کو اپنے اُوپر کیسا ہم نے اُس کو بنایا اور رونق دی اور اُس میں نہیں کوئی
فُرُوْجٍ ۶ وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَیْنَا فِیْهَا رَوَاسِیَ وَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا
سوراخ ف۵ اور زمین کو پھیلایا اور ڈالے اس میں بوجھ اور اُگائی اس میں
مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ ۷ تَبْصِرَةً وَّذِكْرٰى لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ۸ وَنَزَّلْنَا
ہر ہر قسم کی رونق کی چیز سجھانے کو اور یاد دلانے کو اُس بندہ کے لئے جو رجوع کرے ف۶ اور اُتارا ہم نے
مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِیْدِ ۹ وَ
آسمان سے پانی برکت کا پھر اگائے ہم نے اُس سے باغ اور اناج جس کا کھیت کاٹا جاتا ہے ف۷ اور
النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ۱۰ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْیَیْنَا بِهٖ
کھجوریں لمبی اُن کا خوشہ ہے تہ پر تہ ف۸ روزی دینے کو بندوں کے اور زندہ کیا ہم نے اُس سے
بَلْدَةً مَّیْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۱۱ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّاَصْحٰبُ
ایک مُردہ دیس کو یونہی ہوگا نکل کھڑے ہونا (نکلنا) ف۹ جھٹلا چکے ہیں اُن سے پہلے نوح کی قوم اور کنوئیں
الرَّسِّ وَثَمُوْدُ ۱۲ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ وَاِخْوَانُ لُوْطٍ ۱۳ وَّاَصْحٰبُ
والے اور ثمود اور عاد اور فرعون اور لُوط کے بھائی اور بَن کے
الْاَیْكَةِ وَقَوْمُ تُبَّعٍ ؕ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ۱۴ اَفَعَیِیْنَا
رہنے والے اور تبع کی قوم ف۱۰ ان سب نے جھٹلایا رسُولوں کو پھر ٹھیک پڑا میرا ڈرانا ف۱۱ اب کیا ہم تھک گئے

ف۱ یعنی قرآن کی بزرگی اور عظمت شان کا کیا کہنا جس نے آکر سب کتابوں کو منسوخ کردیا اور اپنی اعجازی قوت اور لامحدود اسرار و معارف سے دنیا کو محوِ حیرت بنادیا۔ یہ ہی بزرگی والا قرآن بذاتِ خود شاہد ہے کہ اس کے اندر کوئی نقص وعیب نہیں نہ کہیں انگلی رکھنے کی جگہ ہے لیکن منکرین پھر بھی اس کو قبول نہیں کرتے اس لئے نہیں کہ انکے پاس اسکے خلاف کوئی حجت و برہان ہے بلکہ محض اپنے جہل وحماقت سے اس پر تعجب کرتے ہیں کہ اُن ہی کے خاندان اور نسل کا ایک آدمی اُن کی طرف رسُول ہوکر آیا اور بڑا بنکر سب کو نصیحتیں کرنے لگا۔ اور بات بھی ایسی عجیب کہی جسے کوئی باور نہ کرسکے۔ بھلا جب ہم مر کر مٹی ہوگئے۔ کیا پھر زندگی کی طرف واپس کئے جائینگے؟ یہ واپسی تو عقل سے بہت دُور اور امکانِ عادت سے بالکل بعید ہے۔

ف۲ یعنی ساری مٹی نہیں ہوجاتی، جان سلامت رہتی ہے اور بدن کے اجزا تحلیل ہوکر جہاں کہیں منتشر ہوگئے ہیں وہ سب اللہ کے علم میں ہیں۔ اُس کو قدرت ہے کہ ہر جگہ سے اجزائے اصلیہ کو جمع کرکے ڈھانچہ کھڑا کردے اور دوبارہ اس میں جان ڈال دے۔

ف۳ یعنی یہ نہیں کہ آج سے معلوم ہے بلکہ ہمارا علم قدیم ہے حتیٰ کہ اُن میں قبل وقوع ہی سب اشیاء کے سب حالات ایک کتاب میں جو "لوحِ محفوظ" کہلاتی ہے لکھ دیئے تھے اور اب تک ہمارے پاس وہ کتاب موجود چلی آتی ہے۔ پس اگر علم قدیم کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو یوں ہی سمجھ لے وہ دفتر جس میں سب کچھ لکھا ہے حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہے۔ یا اس کو پہلے جُملہ کی تاکید سمجھو۔ کیونکہ جو چیز کسی کے علم میں ہو اور قلمبند بھی کرلیجائے وہ لوگوں کے نزدیک بہت زیادہ مؤکد سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح یہاں مخاطبین کے محسوسات کے اعتبار سے متنبہ کردیا کہ ہر چیز خدا کے علم میں ہے اور اُس کے ہاں لکھی ہوئی ہے جس میں ذرا کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔

ف۴ یعنی صرف تعجب نہیں بلکہ کھلی ہوئی تکذیب ہے۔ حضرت کی نبوت قرآن اور بعث بعد الموت، ہر چیز کو جھٹلاتے ہیں۔ اور عجب اُلجھی ہوئی باتیں کرتے ہیں۔ بیشک جو شخص سچّی باتوں کو جھٹلاتا ہے۔ اسی طرح شک واضطراب اور تردّد و تحیّر کی اُلجھنوں میں پڑجایا کرتا ہے۔

ف۵ یعنی آسمان کو دیکھ لو، نہ بظاہر کوئی کھمبا نظر آتا ہے نہ ستون، اتنا بڑا عظیم الشان جسم کیسا مضبوط و مستحکم کھڑا ہے اور رات کو جب اس پر ستاروں کی قندیل اور جھاڑ فانوس روشن ہوتے ہیں تو کس قدر پُر رونق اور خوبصورت نظر آتا ہے۔ پھر لُطف یہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں برس گذر گئے نہ اس چھت میں کہیں سُوراخ ہوا، نہ کوئی کنگرہ گرا، نہ پلاسٹر ٹوٹا، نہ رنگ خراب ہوا، آخر کونسا ہاتھ ہے جس نے یہ مخلوق بنائی اور بنا کر اُس کی ایسی حفاظت کی۔

ف۶ یعنی جو آدمی خدا کی طرف رجوع ہو محض اِن ہی محسوسات کے دائرہ میں اُلجھ کر نہ رہ جائے اُس کے لئے آسمان و زمین کی تخلیق و تنظیم میں دانائی و بینائی کے کتنے سامان ہیں جن میں ادنیٰ غور کرنے سے صحیح حقیقت تک پہنچ سکتا ہے۔ اور بھُولے ہوئے سبق اُس کو یاد آسکتے ہیں۔ پھر خدا جانے ایسی روشن نشانیوں کی موجودگی میں بھی یہ لوگ کیونکر حق کو جھٹلانے کی جرأت کرتے ہیں۔

ف۷ اناج وہ ہے جس کے ساتھ اُس کا کھیت بھی کٹ جائے اور باغ پھل ٹوٹ کر قائم رہتا ہے۔

ف۸ یعنی بڑی کثرت و افراط سے جن کا خوشہ دیکھنے میں بھی بھلا معلوم ہوتا ہے۔

ف۹ یعنی بارش برسا کر مُردہ زمین کو زندہ کردیا۔ اسی طرح قیامت کے دن مُردے زندہ کردیئے جائینگے۔

ف۱۰ ان اقوام کے قصے سُورۂ حجر، فرقان، دُخان وغیرہ میں گذر چکے ہیں۔

ف۱۱ یعنی تکذیب انبیاء پر جس انجام سے ڈرایا گیا تھا وہ ہی سامنے آکر رہا۔

بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ ۭ بَلْ هُمْ فِيْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۵﴾ وَلَقَدْ

پہلی بار بنا کر — کوئی نہیں اُن کو دھوکا ہے — ایک نئے — بنانے میں ف۱ — اور البتہ

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ښ وَنَحْنُ اَقْرَبُ

ہم نے بنایا انسان کو — اور ہم جانتے ہیں جو باتیں آتی رہتی ہیں اُسکے جی میں ف۲ — اور ہم اُس سے نزدیک

اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ﴿۱۶﴾ اِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيٰنِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَ

ہیں — دھڑکتی رگ سے زیادہ ف۳ — جب لیتے جاتے ہیں دو لینے والے — داہنے بیٹھا — اور

عَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾

بائیں — بیٹھا ف۴ — نہیں بولتا — کچھ بات جو نہیں ہوتا اُسکے پاس ایک راہ دیکھنے والا تیار ف۵

وَجَاۗءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾ وَ

اور وہ آئی — بیہوشی — موت کی تحقیق ف۶ — یہ وہ ہے جس سے تو ٹلتا رہتا تھا ف۷ — اور

نُفِخَ فِي الصُّوْرِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ ﴿۲۰﴾ وَجَاۗءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا

پھونکا گیا صور — یہ ہے دن — ڈرانے کا ف۸ — اور آیا — ہر ایک جی اس کے ساتھ ہے

سَاۗىِٕقٌ وَّشَهِيْدٌ ﴿۲۱﴾ لَقَدْ كُنْتَ فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ

ایک ہانکنے والا اور ایک احوال بتلانیوالا ف۹ — تو — بے خبر رہا — اس دن سے — اب کھولدی ہم نے تجھ پر سے

غِطَاۗءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ﴿۲۲﴾ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيْدٌ ﴿۲۳﴾ ۭ

تیری اندھیری — سو تیری نگاہ آج تیز ہے ف۱۰ — اور بولا فرشتہ اسکے ساتھ والا یہ ہے جو میرے پاس تھا حاضر ف۱۱

اَلْقِيَا فِيْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيْدٍ ﴿۲۴﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيْبِۨ ﴿۲۵﴾ الَّذِيْ

ڈال دو — تم دونوں دوزخ میں ہر ناشکر مخالف کو — نیکی سے روکنے والا — حد سے بڑھنے والا شبہ ڈالنے والا ف۱۲ — جس نے

جَعَلَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ فَاَلْقِيٰهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ ﴿۲۶﴾ قَالَ

ٹھہرایا — اللہ کے ساتھ — اور کو پوجنا — سو ڈال دو اُس کو — سخت عذاب میں ف۱۳ — بولا

قَرِيْنُهٗ رَبَّنَا مَآ اَطْغَيْتُهٗ وَلٰكِنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۲۷﴾ قَالَ

شیطان اُس کا ساتھی، اے رب ہمارے میں نے اُسکو شرارت میں نہیں ڈالا پر یہ تھا — راہ کو بھولا دُور پڑا ہوا ف۱۴ — فرمایا

ع ۱ / ۱۵

ف۱ یعنی دوبارہ نئے سرے سے پیدا کرنے میں انہیں فضول دھوکا لگ رہا ہے جس نے پہلی بار پیدا کیا دوسری مرتبہ پیدا کر دینا کیا مشکل ہے؟ کیا یہ گمان کرتے ہو کہ (معاذ اللہ) وہ پہلی دفعہ دنیا کو بنا کر تھک گیا ہوگا؟ اُس قادرِ مطلق کی نسبت ایسے توہمات قائم کرنا سخت جہالت اور گستاخی ہے۔

ف۲ یعنی اس کے ہر قول و فعل سے ہم خبردار ہیں حتی کہ جو وساوس و خطرات اُس کے دل میں گذرتے ہیں اُن کا بھی ہم کو علم ہے۔ "اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ"

ف۳ گردن کی رگ مُراد ہے جسے "شہ رگ" کہتے ہیں اور جس کے کٹنے سے انسان مَر جاتا ہے۔ شاید یہ کنایہ ہو جان اور رُوح سے مطلب یہ ہوا کہ ہم (باعتبار علم کے) اُس کی روح اور نفس سے بھی نزدیک تر ہیں یعنی جیسا علم انسان کو اپنے احوال کا ہے ہم کو اسکا علم خود اُس سے بھی زیادہ ہے۔ نیز علّت اور منشا، کو معلول اور ناشئ کے ساتھ وہ قرب حاصل ہوتا ہے جو معلول اور ناشئ کو خود اپنے نفس سے بھی نہیں ہوتا۔ اس کا کچھ مختصر بیان "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" کے حواشی میں ہو چکا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اللہ اندر سے نزدیک ہے اور رگ آخر باہر ہے جان سے۔" ولنعم ما قیل ؎

جاں نہاں در جسم او در جاں نہاں ۔ اے نہاں اندر نہاں اے جانِ جاں

ف۴ یعنی دو فرشتے خدا کے حکم سے ہر وقت اُس کی تاک میں لگے رہتے ہیں جو لفظ اُس کے مُنہ سے نِکلے وہ لکھ لیتے ہیں۔ نیکی داہنے والا، اور بدی بائیں والا۔

ف۵ یعنی لکھنے کو تیار ہے (تنبیہ) دونوں فرشتے کہاں رہتے ہیں؟ اور علاوہ اقوال کے کیا کیا کچھ لکھتے ہیں؟ اس کی تفصیل احادیث وآثار سے ملے گی۔

ف۶ یعنی لو! اِدھر مسل تیار ہوئی اُدھر موت کی گھڑی آپہنچی۔ اور مرنے والا نزع کی بیہوشیوں اور جاں کنی کی سختیوں میں ڈبکیاں کھانے لگا۔ اس وقت وہ سب سچی باتیں نظر آنا شروع ہو گئیں جن کی خبر اللہ کے رسُولوں نے دی تھی۔ اور میّت کی سعادت وشقاوت سے پردہ اُٹھنے لگا۔ اور ایسا پیش آنا قطعی اور یقینی تھا۔ کیونکہ حکیم مطلق کی بہت سی حکمتیں اس سے متعلق تھیں۔

ف۷ یعنی آدمی نے موت کو بہت کچھ ٹلانا چاہا۔ اور اس ناخوشگوار وقت سے بہت کچھ بھاگتا اور کتراتا رہا پر یہ گھڑی ٹلنے والی کہاں تھی۔ آخر سر پر آکھڑی ہوئی کوئی تدبیر اور حیلہ دفع الوقتی کا نہ چل سکا۔

ف۸ چھوٹی قیامت تو موت کے وقت ہی آچکی تھی۔ اُس کے بعد بڑی قیامت حاضر ہے۔ بس صُور پھونکا گیا اور وہ ہولناک دن آموجود ہوا جس سے انبیاء، و رُسل برابر ڈراتے چلے آتے تھے۔

ف۹ یعنی محشر میں اس طرح حاضر کئے جائیں گے کہ ایک فرشتہ پیشی کے مَیدان کی طرف ڈھکیلتا ہوگا اور دوسرا اعمالنامہ لئے ہوگا جس میں اس کی زندگی کے سب احوال درج ہونگے۔ شاید یہ وہ ہی دو فرشتے ہوں جو "کراماً کاتبین" کہلاتے ہیں۔ اور جن کی نسبت فرمایا تھا "اِذْ یَتَلَقَّی الْمُتَلَقِّیٰنِ" الخ اور ممکن ہے کوئی اور ہوں۔ واللہ اعلم۔

ف۱۰ یعنی اس وقت کہا جائیگا کہ دُنیا کے مزوں میں پڑکر تو آج کے دن سے بیخبر تھا اور تیری آنکھوں کے سامنے شہوات وخواہشات کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ پیغمبر جو سمجھاتے تھے۔ تجھے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ آج ہم نے تیری آنکھ سے وہ پردے ہٹا دیئے اور نگاہ خوب تیز کر دی۔ اب دیکھ لے جو باتیں کہی گئی تھیں۔ صحیح ہیں یا غلط۔

ف۱۱ یعنی فرشتہ اعمالنامہ حاضر کریگا۔ اور بعض نے "قرین" سے مُراد شیطان لیا ہے۔ یعنی شیطان کہیگا کہ یہ مجرم حاضر ہے جس کو میں نے اغوا کیا اور دوزخ کے لئے تیار کر کے لایا ہوں۔ مطلب یہ کہ اغوا تو میں نے کیا۔ مگر میرا ایسا زور و تسلّط نہ تھا کہ زبردستی اس کو شرارت میں ڈال دیتا۔ یہ اپنے ارادہ واختیار سے گمراہ ہوا۔

ف۱۲ بارگاہِ ایزدی سے یہ حکم دو فرشتوں کو ہوگا کہ ایسے لوگوں کو جہنم میں جھونک دو (اعاذنا اللہ منہا)

ف۱۳ یعنی ایسے لوگ جہنم میں سخت ترین عذاب کے مستحق ہیں۔

ف۱۴ یعنی میری کچھ زبردستی اس پر نہ چلتی تھی۔ ذرا اشہ دی تھی کہ یہ کمبخت خود گمراہ ہو کر نجات و فلاح کے راستہ سے دُور جا پڑا۔ شیطان یہ کہکر اپنا جرم ہلکا کرنا چاہتا ہے۔

ف۱ یعنی بک بک مت کرو۔ دنیا میں سب کو نیک و بد سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ اب ہر ایک کو اُس کے جُرم کے موافق سزا ملے گی۔ جو گمراہ ہوا اور جس نے اِغوا کیا، سب اپنی حرکتوں کا خمیازہ بھگتیں گے۔

لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُ إِلَيْكُمْ بِالْوَعِيدِ ﴿٢٨﴾ مَا يُبَدَّلُ
جھگڑا نہ کرو میرے پاس اور میں پہلے ہی ڈرا چکا تھا تم کو عذاب سے ف۱ بدلتی نہیں
الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ﴿٢٩﴾ ع يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ
بات میرے پاس اور میں ظلم نہیں کرتا بندوں پر ف۲ جس دن ہم کہیں دوزخ کو تو
امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ﴿٣٠﴾ وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ
بھر بھی چکی اور وہ بولے کچھ اور بھی ہے ف۳ اور نزدیک لائی جائے بہشت ڈرنیوالوں کے واسطے
غَيْرَ بَعِيدٍ ﴿٣١﴾ هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ﴿٣٢﴾ مَنْ خَشِيَ
دُور نہیں ف۴ یہ ہے جس کا وعدہ ہوا تھا تم سے ہر ایک رجوع رہنے والے یاد رکھنے والے کیواسطے جو ڈرا
الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ ﴿٣٣﴾ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ذَٰلِكَ يَوْمُ
رحمٰن سے بن دیکھے اور لایا دل رجوع ہونیوالا چلے جاؤ اس میں سلامت ف۵ یہ دن ہے
الْخُلُودِ ﴿٣٤﴾ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿٣٥﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا
ہمیشہ رہنے کا ف۶ اُن کے واسطے ہے وہاں جو وہ چاہیں اور ہمارے پاس کچھ زیادہ بھی ف۷ اور کتنی تباہ کر چکے ہم
قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ
اِن سے پہلے جماعتیں کہ اُن کی قوت زبردست تھی اُن سے پھر لگے کریدنے شہروں میں، کہیں ہے
مِنْ مَحِيصٍ ﴿٣٦﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى
بھاگ جانے کو ٹھکانا ف۸ اس میں سوچنے کی جگہ ہے اُس کو جس کے اندر دل ہے یا لگائے
السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا
کان دل لگا کر ف۹ اور ہم نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ
بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ ﴿٣٨﴾ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ
اُن کے بیچ میں ہے چھ دن میں ف۱۰ اور ہم کو نہ ہوا کچھ تکان ف۱۱ سو تو سہتا رہ جو کچھ وہ کہتے ہیں
وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ﴿٣٩﴾ وَمِنَ
اور پاکی بولتا رہ خوبیاں اپنے رب کی ف۱۲ پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے ڈوبنے سے اور کچھ

ع ۲/۱۴ ۱۶

ف۲ یعنی ہمارے یہاں ظلم نہیں۔ جو کچھ فیصلہ ہوگا عین حکمت اور انصاف سے ہوگا۔" اور بات نہیں بدلتی" یعنی کافر بخشا نہیں جاتا۔ بھلا شیطان اکفر کی بخشش تو کہاں

ف۳ یعنی دوزخ کا پھیلاؤ اس قدر لوگوں سے نہ بھریگا اور شدت غیظ سے اور زیادہ کافروں اور نافرمانوں کو طلب کریگی۔

ف۴ یعنی جنت اُن سے دُور نہ ہوگی۔ بہت قریب سے اُس کی تر و تازگی اور بناؤ سنگار دیکھیں گے۔

ف۵ یعنی جنہوں نے دنیا میں خدا کو یاد رکھا اور گناہوں سے محفوظ ہو کر اُس کی طرف رجُوع ہوئے، اور بے دیکھے اُس کے قہر و جلال سے ڈرے اور ایک پاک صاف رجوع ہونیوالا دل لیکر حاضر ہوئے، اس جنت کا وعدہ ایسے لوگوں سے کیا گیا تھا وقت آگیا ہے کہ سلامت وعافیت کے ساتھ اُس میں داخل ہوں۔ فرشتے اُن کو سلام کریں اور اُن کے پروردگار کا سلام پہنچائیں۔

ف۶ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں" اُس دن جس کو جو کچھ ملا، سو ہمیشہ کے لئے ہے۔ اس سے پہلے ایک بات پر ٹھہراؤ نہ تھا"

ف۷ یعنی جو چاہینگے وہ ملیگا اور اُس کے علاوہ وہ نعمتیں ملیں گی جو انکے خیال میں بھی نہیں۔ مثلاً دیدار الٰہی کی لذت بے قیاس اور ممکن ہے "وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ" سے یہ غرض ہو کہ ہمارے پاس بہت ہے۔ جنتی کتنا ہی مانگیں سب دیا جائیگا۔ اللہ کے ہاں اتنا دینے پر بھی کوئی کمی نہیں آتی۔ نہ اُس کے لئے کوئی رُکاوٹ ہے۔ پس اتنی بے حساب و بے شمار عطایا کو مستبعد نہ سمجھو۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔

ف۸ پہلے کفار کی تعذیب اُخروی کا بیان تھا۔ درمیان میں اُن کے مقابلہ پر اہل جنت کے تنعم کا ذکر آگیا۔ اب پھر کفار کی سزا دہی کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی آخرت سے پہلے دنیا ہی میں ہم کتنی شریر و سرکش قوموں کو تباہ کر چکے ہیں جو زور و قوت میں موجودہ اقوام کفار سے بڑھ چڑھ کر تھیں۔ اور جنہوں نے بڑے بڑے شہر چھان مارے تھے پھر جب عذاب الٰہی آیا تو بھاگ جانے کو روئے زمین پر کہیں ٹھکانا نہ ملا۔ یا یہ مطلب ہے کہ عذاب کے وقت اپنی بستیوں میں کھوج لگانے لگے کہ کہیں پناہ ملے مگر کوئی ٹھکانا نہ پایا۔ وہذا ہو الظاہر من الترجمۃ والاول اختارہٗ جمہور المفسرین۔ واللہ اعلم۔

ف۹ یعنی ان عبرتناک واقعات میں غور و فکر کر کے وہی لوگ نصیحت حاصل کر سکتے ہیں جن کے سینہ میں سمجھنے والا دل ہو کہ از خود ایک بات کو سمجھ لیں، یا کم از کم کسی سمجھانے والے کے کہنے پر دل کو حاضر کر کے کان دھریں۔ کیونکہ یہ بھی ایک درجہ ہے کہ آدمی خود متنبہ نہ ہو، تو دوسرے کے متنبہ کرنے پر ہشیار ہو جائے۔ جو شخص نہ خود سمجھے نہ کسی کے کہنے پر توجہ کے ساتھ کان لگائے اُس کا درجہ اینٹ پتھر سے زیادہ نہیں۔

ف۱۰ اس کا بیان پہلے کئی جگہ گذر چکا ہے۔

ف۱۱ جب پہلی مرتبہ بنانے سے نہ تھکے تو دوسری مرتبہ کیوں تھکیں گے۔ اور تباہ و برباد کر دینا تو بنانے سے کہیں آسان ہے۔

ف۱۲ یعنی ایسی موٹی باتوں کو یہ لوگ نہ سمجھیں تو آپ غمگین نہ ہوں۔ بلکہ اِن کی بیہودہ بکواس پر صبر کرتے رہیں۔ اور اپنے پروردگار کی یاد میں دل لگائے رکھیں جو تمام زمین و آسمان کا پیدا کرنیوالا اور ہر چیز کے بنانے اور بگاڑنے پر قدرت رکھتا ہے۔

ف یہ وقت اللہ کی یاد کے ہیں۔ اِن میں دُعا، اور عبادت بہت قبول ہوتی ہے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا ءمیں آپؐ پر تین ہی نمازیں فرض تھیں۔ فجر اور عصر اور تہجدؔ، بہرحال اب بھی ان تینوں وقتوں کو خصوصی فضل و شرف حاصل ہے۔ نماز یا ذکر و دعا، وغیرہ سے اِن اوقات کو معمور رکھنا چاہیئے۔ حدیث میں ہے "علیکم بالغدوۃ والروحۃ وشیٔ من الدلجۃ"۔ بعض نے کہا کہ "قبل الطلوع" سے نماز فجرؔ "قبل الغروب" سے ظہر و عصر اور "من اللیل" سے مغرب و عشاء مُراد ہیں۔ واللہ اعلم۔
ف۲ یعنی نماز کے بعد کچھ تسبیح و تہلیل کرنا چاہیئے۔ یا نوافل مُراد ہوں جو فرائض کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔

الَّیۡلِ فَسَبِّحۡهُ وَ اَدۡبَارَ السُّجُوۡدِ ﴿۴۰﴾ وَ اسۡتَمِعۡ یَوۡمَ یُنَادِ الۡمُنَادِ مِنۡ

رات میں بول اُس کی پاکی ف۱ اور پیچھے سجدہ کے ف۲ اور کان رکھ جس دن پکارے پکارنے والا

مَّکَانٍ قَرِیۡبٍ ﴿۴۱﴾ یَّوۡمَ یَسۡمَعُوۡنَ الصَّیۡحَةَ بِالۡحَقِّ ؕ ذٰلِکَ یَوۡمُ الۡخُرُوۡجِ ﴿۴۲﴾

نزدیک کی جگہ سے ف۳ جس دن سُنیں گے چنگھاڑ محقق وہ ہے دن نکل پڑنے کا ف۴

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیٖ وَ نُمِیۡتُ وَ اِلَیۡنَا الۡمَصِیۡرُ ﴿۴۳﴾ یَوۡمَ تَشَقَّقُ الۡاَرۡضُ عَنۡهُمۡ

ہم ہیں جِلاتے اور مارتے اور ہم تک ہے سب کو پہنچنا ف۵ جس دن زمین پھٹ کر نکل پڑیں وہ سب

سِرَاعًا ؕ ذٰلِکَ حَشۡرٌ عَلَیۡنَا یَسِیۡرٌ ﴿۴۴﴾ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا یَقُوۡلُوۡنَ وَ مَاۤ

دوڑتے ہوئے یہ اکٹھا کرنا ہم کو آسان ہے ف۶ ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں اور

اَنۡتَ عَلَیۡهِمۡ بِجَبَّارٍ ۟ فَذَکِّرۡ بِالۡقُرۡاٰنِ مَنۡ یَّخَافُ وَعِیۡدِ ﴿۴۵﴾ ع

تو نہیں ہے اُن پر زور کرنیوالا سو تو سمجھا قرآن سے اُس کو جو ڈرے میرے ڈرانے سے ف۷

سُوۡرَةُ الذّٰرِیٰتِ مَکِّیَّةٌ وَّ هِیَ سِتُّوۡنَ اٰیَةً وَّ ثَلٰثُ رُکُوۡعَاتٍ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۂ ذاریات مکہ میں نازل ہوئی اور اسکی ساٹھ آیتیں ہیں اور تین رکوع

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

وَ الذّٰرِیٰتِ ذَرۡوًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡحٰمِلٰتِ وِقۡرًا ۙ﴿۲﴾ فَالۡجٰرِیٰتِ یُسۡرًا ۙ﴿۳﴾ فَالۡمُقَسِّمٰتِ

قسم ہے اُن ہواؤں کی جو بکھیرتی ہیں اُڑا کر، پھر اُٹھانیوالیاں بوجھ کو، پھر چلنے والیاں نرمی سے پھر بانٹنے والیاں

اَمۡرًا ۙ﴿۴﴾ اِنَّمَا تُوۡعَدُوۡنَ لَصَادِقٌ ۙ﴿۵﴾ وَّ اِنَّ الدِّیۡنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۶﴾ وَ السَّمَآءِ

حکم سے ف۸ بیشک جو وعدہ کیا ہے تم سے سو سچ ہے اور بیشک انصاف ہونا ضرور ہے ف۹ قسم ہے آسمان

ذَاتِ الۡحُبُکِ ۙ﴿۷﴾ اِنَّکُمۡ لَفِیۡ قَوۡلٍ مُّخۡتَلِفٍ ۙ﴿۸﴾ یُّؤۡفَکُ عَنۡهُ مَنۡ اُفِکَ ؕ﴿۹﴾

جال دار کی ف۱۰ تم پڑ رہے ہو ایک جھگڑے کی بات میں اس سے باز رہے وہی جو پھیر اگیا ف۱۱

قُتِلَ الۡخَرّٰصُوۡنَ ﴿۱۰﴾ الَّذِیۡنَ هُمۡ فِیۡ غَمۡرَةٍ سَاهُوۡنَ ﴿۱۱﴾ یَسۡـَٔلُوۡنَ

مارے پڑے اٹکل دوڑانے والے ف۱۲ وہ جو غفلت میں ہیں بھول رہے ف۱۳ پوچھتے ہیں

اَیَّانَ یَوۡمُ الدِّیۡنِ ﴿۱۲﴾ یَوۡمَ هُمۡ عَلَی النَّارِ یُفۡتَنُوۡنَ ﴿۱۳﴾ ذُوۡقُوۡا فِتۡنَتَکُمۡ ؕ

کب ہے دن انصاف کا ف۱۴ جس دن وہ آگ پر اُلٹے سیدھے پڑینگے چکھو مزا اپنی شرارت کا

ف۳ کہتے ہیں صُور پھونکا جائیگا بیت المقدس کے پتھر پر۔ اس لئے نزدیک کہا۔ یا یہ مطلب ہے کہ اُس کی آواز ہر جگہ نزدیک لگیگی اور سب کو یکساں سنائی دیگی۔ باقی صُور پھونکنے کے سوا اور بھی ندائیں حق تعالیٰ کی طرف سے اُس روز ہونگی۔ بعض نے آیت سے وہ مُراد لی ہے۔ مگر ظاہر نفخ صُور ہے واللہ اعلم۔

ف۴ یعنی دوسری مرتبہ صُور پھونکا جائیگا تو سب زمین سے نکل کھڑے ہوں گے۔

ف۵ یعنی بہرحال موت و حیات سب خدا کے ہاتھ میں ہے اور ہر پھر کر آخر کار اُسی کی طرف سب کو جانا ہے۔ بچ کر کوئی نہیں نکل سکتا۔

ف۶ یعنی زمین پھٹے گی اور مُردے اُس سے نکل کر میدانِ حشر کی طرف جھپٹیں گے۔ خدا تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو ایک میدان میں اکٹھا کر دیگا اور ایسا کرنا اُس کو کچھ مشکل نہیں۔

ف۷ یعنی جو لوگ حشر کا انکار کرتے اور واہی تباہی کلمات بکتے ہیں بکنے دو۔ اور ان کا معاملہ ہمارے سپرد کرو۔ ہم کو سب معلوم ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔ آپ کا یہ منصب نہیں کہ زور زبردستی سے ہر ایک کو یہ باتیں منوا کر چھوڑیں۔ ہاں قرآن سُنا سنا کر بالخصوص اُن کو نصیحت اور فہمائش کرتے رہیے جو اللہ کے ڈرانے سے ڈرتے ہیں۔ ان معاندین کے پیچھے زیادہ نہ پڑیئے۔

تم سُورۃ قٓ والحمد للہ۔

ف۸ اوّل زور کی ہوائیں اور آندھیاں چلتی ہیں جن سے غبار وغیرہ اُڑتا ہے اور بادل بنتے ہیں، پھر اُن میں پانی بنتا ہے۔ اس بوجھ کو اُٹھائے پھرتی ہیں۔ پھر برسنے کے قریب نرم ہوا چلتی ہے پھر اللہ کے حکم کے موافق بارش میں جس جگہ کا جتنا حصّہ ہوتا ہے وہ تقسیم کرتی ہیں۔ ان ہواؤں کی اللہ قسم کھاتا ہے بعض علماء نے "ذاریات" سے ہوائیں "حاملات" سے بادل، "جاریات" سے ستارے اور "مقسمات" سے فرشتے مُراد لئے ہیں۔ گویا مُقسم بہ کی ترتیب نیچے سے اُوپر کو ہوئی اور حضرت علیؓ وغیرہ سے منقول ہے کہ "ذاریات" ہوائیں "حاملات" بادل، "جاریات" کشتیاں، اور "مقسمات" فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے رزق وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔

ف۹ یعنی یہ ہواؤں اور بارش وغیرہ کا نظام شاہد ہے کہ آخرت کا وعدہ سچّا، اور انصاف ہونا ضروری ہے۔ جب اس دنیا میں ہوا تک بے نتیجہ نہیں چلتی تو کیا اتنا بڑا کارخانہ یوں ہی بے نتیجہ چل رہا ہے؟ یقیناً اس کا کوئی عظیم الشان انجام ہوگا۔ اُسی کو آخرت کہتے ہیں۔

ف۱۰ یعنی صاف و شفاف، خوبصورت، مضبوط اور پُر رونق آسمان کی قسم جس پر ستاروں کا جال بچھا ہوا معلوم ہوتا ہے اور جس پر ستاروں کی اور فرشتوں کی راہیں پڑی ہوئی ہیں۔

ف۱۱ یعنی قیامت اور آخرت کی بات میں خواہ مخواہ جھگڑے ڈال رکھے ہیں۔ اس کو وہ ہی تسلیم کریگا جسے بارگاہ ربوبیت سے کچھ تعلق ہو۔ جو شخص راندۂ درگاہ ہے اور خیر و سعادت کے راستوں سے پھیر دیا گیا ہے وہ اس چیز کے تسلیم اور قبول کرنے سے ہمیشہ باز رہیگا۔ حالانکہ اگر صرف آسمان کے نظم و نسق میں غور کرے تو یقین ہو جائے کہ اس مسئلہ میں جھگڑنا محض حماقت ہے۔

ف۱۲ یعنی دین کی باتوں میں اٹکلیں دَوڑاتے ہیں اور محض اپنے ظن و تخمین سے قطعیات کو رَد کرتے ہیں۔

ف۱۳ یعنی دنیا کے مزوں نے آخرت سے اور خدا سے غافل کر رکھا ہے۔

ف۱۴ یعنی انکار اور ہنسی کے طور پر پوچھتے ہیں کہ ہاں صاحب! وہ انصاف کا دن کب آئیگا؟ آخر اتنی دیر کیوں ہو رہی ہے؟

ف۱ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے اُنکو جواب دیا گیا یعنی ذرا صبر کرو۔ وہ دن آیا چاہتا ہے۔ جب تم آگ میں اُلٹے سیدھے کئے جاؤ گے۔ اور خوب جلا تپا کر کہا جائیگا کہ لو! اب اپنی شرارت اور استہزاء کا مزہ چکھو۔ جس دن کی جلدی مچا رہے تھے وہ آگیا۔ ف۲ یعنی خوشی خوشی ان نعمتوں کو قبول کرتے ہیں جو اُنکے پروردگار نے ارزانی فرمائی ہیں۔ ف۳ یعنی دنیا سے نیکیاں سمیٹ کر لائے تھے۔ آج اُن کا نیک پھل مل رہا ہے۔ آگے اُن نیکیوں کی قدرے تفصیل ہے۔ ف۴ یعنی رات کا اکثر حصّہ عبادت الٰہی میں گذارتے اور سحر کے وقت جب رات ختم ہونے کو آتی اللہ سے اپنی تقصیرات کی معافی مانگتے کہ الٰہی حق عبودیت ادا نہ ہو سکا۔ جو کوتاہی رہی اپنی رحمت سے معاف فرما دیجئے۔ کثرت عبادت اُن کو مغرور نہ کرتی تھی۔ بلکہ جس قدر بندگی میں ترقی کرتے جاتے خشیت و خوف بڑھتا جاتا تھا۔

هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٤﴾ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿١٥﴾

یہ ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے ف۱ البتہ ڈرنے والے باغوں میں ہیں اور چشموں میں،

اٰخِذِیْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمْ رَبُّهُمْ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ ﴿١٦﴾ كَانُوْا

لیتے ہیں جو دیا اُن کو اُن کے ربّ نے ف۲ وہ تھے اِس سے پہلے نیکی والے ف۳ وہ تھے

قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ﴿١٧﴾ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿١٨﴾ وَ

رات کو تھوڑا سوتے اور صبح کے وقتوں میں معافی مانگتے ف۴ اور

فِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿١٩﴾ وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ﴿٢٠﴾

اُن کے مال میں حصّہ تھا مانگنے والوں کا اور ہارے ہوئے کا ف۵ اور زمین میں نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے واسطے

وَفِیْۤ اَنْفُسِكُمْ ؕ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ﴿٢٢﴾

اور خود تمہارے اندر سو کیا تم کو سُوجھتا نہیں ف۶ اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا ف۷

فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَاۤ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ ﴿٢٣﴾ هَلْ اَتٰىكَ

سو قسم ہے ربّ آسمان اور زمین کی کہ یہ بات تحقیق ہے جیسے کہ تم بولتے ہو ف۸ کیا پہنچی ہے تجھ کو

حَدِیْثُ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿٢٤﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ

بات ابراہیم کے مہمانوں کی جو عزّت والے تھے ف۹ جب اندر پہنچے اُس کے پاس تو بولے سلام

قَالَ سَلٰمٌ ۚ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴿٢٥﴾ فَرَاغَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ﴿٢٦﴾

وہ بولا سلام ہے یہ لوگ ہیں اوپرے ف۱۰ پھر دوڑا اپنے گھر کو تو لے آیا ایک بچھڑا گھی میں تلا ہوا

فَقَرَّبَهٗۤ اِلَیْهِمْ قَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِیْفَةً ؕ قَالُوْا

پھر اُنکے سامنے رکھا کہا کیوں تم کھاتے نہیں ف۱۱ پھر جی میں گھبرایا اُن کے ڈر سے بولے

لَا تَخَفْ ؕ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ ﴿٢٨﴾ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِیْ صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا

تو مت ڈر اور خوشخبری دی اُسکو ایک لڑکے ہشیار کی ف۱۲ پھر سامنے سے آئی اسکی عورت بولتی ہوئی پھر پیٹا اپنا ماتھا

وَقَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِیْمٌ ﴿٢٩﴾ قَالُوْا كَذٰلِكِ ۙ قَالَ رَبُّكِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ﴿٣٠﴾

اور کہنے لگی کہیں بڑھیا بانجھ ف۱۳ وہ بولے یوں ہی کہا تیرے ربّ نے وہ جو ہے وہی ہے حکمت والا خبردار ف۱۴

ع ۱۶ ۳ وقف لازم

ف۵ "ہارا ہوا" وہ جو محتاج ہے اور مانگتا نہیں پھرتا۔ مطلب یہ ہے کہ اُنہوں نے (زکوٰۃ کے علاوہ) اپنے مال میں اپنی خوشی سے سائلوں اور محتاجوں کا حصّہ مقرر کر رکھا تھا جو التزام کی وجہ سے گویا ایک حق لازم سمجھا گیا۔

ف۶ یعنی یہ شب بیداری، استغفار اور محتاجوں پر خرچ کرنا اس یقین کی بنا پر ہونا چاہئے کہ خدا موجود ہے اور اُس کے ہاں کسی کی نیکی ضائع نہیں جاتی۔ اور یہ یقین وہ ہے جو آفاقی و انفسی آیات میں غور کرنے سے بسہولت حاصل ہو سکتا ہے۔ انسان اگر خود اپنے اندر یا رُوئے زمین کے حالات میں غور و فکر کرے تو بہت جلد اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ہر نیک و بد کی جزا کسی نہ کسی رنگ میں ضرور مل کر رہیگی۔ جلد یا بدیر۔

ف۷ یعنی سائلوں اور محتاجوں پر خرچ کرنے سے اس لیے نہیں ڈرنا چاہیئے کہ خرچ کر کے ہم کہاں سے کھائیں گے۔ اور نہ خرچ کر کے اُن مساکین پر احسان جتلائے کیونکہ تمہاری سب کی روزی اور اجر و ثواب کے جو وعدے کئے گئے سب آسمان والے کے ہاتھ میں ہیں۔ ہر ایک کی روزی پہنچ کر رہیگی کسی کے روکے نہیں رُک سکتی۔ اور خرچ کرنے والوں کو ثواب بھی مل کر رہیگا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "آنیوالی جو بات ہے اُس کا حکم آسمان ہی سے اُترتا ہے"۔

ف۸ یعنی جیسے اپنے بولنے میں شبہ نہیں، ویسا ہی اس کلام میں شبہ نہیں۔ یقیناً روزی پہنچ کر رہیگی، قیامت قائم ہوگی، آخرت آکر رہیگی، اور خدا کے وعدے ضرور پورے ہونگے۔ آگے "وَفِیْۤ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ" کی مناسبت سے حضرت ابراہیمؑ کی مہمان نوازی کا قصّہ سُناتے ہیں جو تمہید ہے لُوط علیہ السلام کے قصّہ کی۔ دونوں قصّوں سے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ دنیا میں مُحسنین کے ساتھ کیا ہے اور مکذبین کے ساتھ اُس نے کیسا برتاؤ کیا۔

ف۹ یعنی فرشتے تھے جن کو ابراہیمؑ اوّل انسان سمجھے اُن کی بڑی عزت کی اور اللہ کے ہاں تو فرشتے مُعزّز و مکرم ہیں ہی۔ کما قال "بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ"۔

ف۱۰ یعنی سلام کا جواب سلام سے دیا اور دل میں یا آپس میں کہا کہ یہ لوگ کچھ اوپرے سے معلوم ہوتے ہیں۔

ف۱۱ یعنی نہایت اہتمام سے مہمانی شروع کر دی اور نہایت مہذب وشائستہ پیرایہ میں کہا کیوں حضرات! آپ کھانا نہیں کھاتے؟ وہ فرشتے تھے، کھاتے کس طرح۔ آخر ابراہیمؑ سمجھے کہ یہ آدمی نہیں ہیں۔ ف۱۲ یہ قصّہ سورۂ "ہود" اور "حجر" میں گذر چکا ہے۔ وہاں تفصیل ملاحظہ کر لی جائے۔ ف۱۳ حضرت سارہؓ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی ایک طرف گوشہ میں کھڑی سُن رہی تھیں۔ لڑکے کی بشارت سُن کر چلاتی ہوئی دوسری طرف متوجہ ہوئیں اور تعجب سے پیشانی پر ہاتھ مار کر کہنے لگیں کہ (کیا خوب) ایک بڑھیا بانجھ جس کے جوانی میں اولاد نہ ہوئی۔ اب بڑھاپے میں بچہ جنے گی؟ ف۱۴ یعنی ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ تیرے ربّ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ وہ ہی جانتا ہے کہ کس کو کس وقت کیا چیز دینا چاہیئے۔ (پھر تم بیت نبوت سے ہو کر اس بشارت پر تعجب کیا کرتی ہو)۔ (تنبیہ) مجموعۂ آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں جن کی بشارت ماں اور باپ دونوں کو دی گئی۔